ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر 88   قیمت پندرہ روپے   نومبر 2005ء



زلزلے کے بعد تباہی کا منظر

امیدوں کا مرکز

اہل صوفیہ نوربخشیہ کے خوابوں کی تعبیر اور نظریاتی دفاع کی اُمیدوں کا مرکز

مدرسۂ شاہ ہمدان سکردو کے ساتھ تعاون کی اپیل

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس کی نظر کرم اور تمام اہل نوربخشیہ کے تعاون کے بدولت مدرسہ شاہ ہمدانؒ سکردو (رجسٹرڈ) عرصہ نو سال سے بطریق احسن قوم کے نونہالوں کو معیاری دینی تعلیم اور مروجہ تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں دن رات کوشاں ہے۔ اب تک کافی تعداد میں طلباء فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں ملک وملت کے لئے خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔ اس وقت بلتستان کے طول وعرض سے 85 طلباء زیر تعلیم ہیں جن کو قیام وطعام، خوراک و پوشاک اور تمام تعلیمی اخراجات اور طبی سہولت بھی میسر ہیں۔ مزید برآں پانچ اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کرام اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان طلباء کو قرآن وحدیث، فقہ، اصول منطق اور تعلیمات شاہ ہمدانؒ وسید محمد نوربخشؒ سے ہم آہنگ تعلیم وتربیت دینے میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں محلّہ کے نوربخشی بچوں کی ایک کثیر تعداد کو ناظرہ، قرآن مجید، دعوات صوفیہ، فقہ اور صوم وصلوٰۃ کی تربیت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اہل نوربخشیہ کی تعاون کے بدولت مدرسہ شاہ ہمدانؒ کی دو منزلہ نئی عمارت جس میں طلباء کے لئے ہاسٹل، کلاس رومز، لائبریری، دفتر اور کانفرنس ہال پر مشتمل ہے تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے یہ عظیم دینی درسگاہ اغیار کے نظریاتی یلغار کو روکنے کا واحد دفاعی قلعہ ہے جسے ہر حال میں مستحکم رکھنا پوری ملت نوربخشیہ کی ذمہ داری ہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ تمام اہل نوربخشیہ کی تعاون کے بغیر اس عظیم ذمہ داری کو احسن طریقے سے انجام نہیں دے سکتی۔ یاد رہے! ماضی میں زوال کے اسباب اغیار کی پیروی ٹھہرے ہیں۔ اس تلخ تجربہ کے بعد احیاء تصوف کے لئے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کی کوشش جرأت مندانہ رہی ہے۔ قوم سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ ہر قدم پر اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ آخر میں تمام اہل نوربخشیہ چاہے وہ دُنیا کے کسی بھی حصہ میں مقیم ہوں ان سے گذارش ہے کہ وہ اس دینی قلعہ کے استحکام کے لئے حسب توفیق مالی، قولی اور قلمی تعاون کو جاری رکھیں۔ مالی امداد نقدی، غلہ، آٹا، سبزی، مویشی وغیرہ کی صورتوں میں دی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں ہر علاقہ کے لوگ شہر ہو یا گاؤں ہو۔ اپنی اپنی بساط کے مطابق جمع کر کے نمائندہ کی وساطت سے مدرسہ انتظامیہ تک پہنچادیں یا مطلع فرمائیں۔

تعاون کا متمنی گار

انتظامیہ مدرسہ شاہ ہمدانؒ (رجسٹرڈ)

سیٹلائٹ ٹاؤن، سکردو

تفکر و تذکر

رسالہ اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

مدیر: علامہ محمد بشیر

تاریخ: نومبر 2005ء

شمارہ نمبر: [redacted]

قیمت: [redacted]

فہرست مضامین

برائے خط و کتابت

A-358، سیکٹر G-6/1-1،

اسلام آباد، پاکستان۔

نوٹ:

مضامین اور مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

چیک، ڈرافٹ بنام

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اکاؤنٹ نمبر 1778

UBL سیکریٹریٹ برانچ،

اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے انٹر گرافک پرنٹر، آئی نائن فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ A-358، G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

سوال نمبر 7: بسم...

ماہواری کی حالت میں ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔

حرام ہے۔

جواب 8: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

ایسا کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم اس کو تسدل کے زمرے میں شمار کرلیا جائے تو قدرے کراہت ٹھہرتی ہے۔

جواب نمبر 9: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شریعت محمدیہ کی رُو سے تیمم، وضو اور غسل کا مکمل عمل البدل ہے۔ اس سے حدث کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تیمم کے بعد اگر دوبارہ واجب غسل کی ضرورت پڑے تو ایک ہی غسل کافی ہے۔ دو غسل کی بجا آوری اس صورت میں شریعت محمدیہ کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ ہاں بعض مسلک کے ہاں تیمم سے حدث کا ازالہ نہیں ہوتا۔ بلکہ حدث پر صرف پردہ پڑ جاتا ہے۔ اُن کے ہاں اس صورت میں دو غسل واجب ہوں گے اُن کے ہاں تیمم ساتر حدث ہے اور ہمارے ہاں الفقہ الاحوط کی رُو سے تیمم مزیل حدث ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 35 سے "زلزلے")

مگر 6 کی شدت کا زلزلہ عمارات کا کسی حد تک نقصان کرتا ہے، جب کہ 7 کی شدت میں عمارتوں میں دراڑیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں بہت سے فالٹ نمایاں ہیں جو کہ مسلسل حرکت پذیر ہیں۔ مظفر آباد میں بھی زلزلے کے ایپی سینٹر سے تقریباً 10 کلومیٹر جنوب مغرب کی جانب ایک فالٹ آگے بڑھا۔

امور کشمیر کی وزارت سے ضلع کا نام ضلع شاہ ہمدان رکھنے کی تجویز پیش کی ہے، جسے امور کشمیر نے متفقہ قرارداد کی صورت میں تسلیم کرنے اور اجازت دینے کا عندیہ دیا ہے۔

آرگنائزنگ کمیٹی کے پہلے اجلاسوں میں فیصلہ ہوا تھا کہ خانقاہ معلی چھچن میں ہی یہ کانفرنس منعقد کی جائے گی مگر مقامی انتظامیہ نے سیکورٹی کا بہانہ بنا کر اس کانفرنس کے لئے پبلک سکول چھلو کے ہال کا انتخاب کیا۔ اس طرح کانفرنس نے مہمانوں کو امیر کبیر سید علی ہمدانی کے دست مبارک سے بنائی ہوئی مسجد دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا۔ انجمن محمدیہ چھچن نے مہمانوں کی خاطر تواضع اور استقبال کے لئے منظم تیاری کر رکھی تھی مگر وقت کی قلت کی وجہ سے یہ لوگ جامع مسجد چھچن کا دیدار بھی نہ کر سکے۔

سکردو میں صفہ اسلامک لائبریری کا افتتاح

انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس کے مندوبین نے مدرسہ شاہ ہمدان سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں ایک سمپوزیم کا انعقاد ہوا جس میں امیر کبیر کے آثار کی دستاویزی پروف کو ذاکر حسین ذاکر اور سید اکبر علی کاظمی نے مہمانوں کے لئے پیش کیا۔ مہمانوں نے مدرسہ میں صفہ اسلامک لائبریری کا بھی افتتاح کیا اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

☆☆☆

تفکر و تذکر

یہ امر کسی بھی فرد بشر سے پوشیدہ نہیں کہ اللہ پاک کے ہاں اسلام ہی برحق اور قابل قبول دین ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ. یعنی اللہ کے نزدیک (قابل قبول) دین اسلام ہے۔ مزید تاکید کے لئے رب العالمین نے ارشاد فرمایا۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ. یعنی جو کوئی غیر اسلامی دین اختیار کرے تو اس کا وہ دین (اللہ کے ہاں) ہرگز ہرگز مقبول نہیں ہوگا۔ قرآن حکیم ہی دینِ اسلام کا وہ لافانی دستوری مجموعہ ہے جس پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہونا حقیقی کامرانی اور سعادت دارین کا باعث ہے۔ عصر حاضر میں جگہ جگہ ہر فرد بشر عدم تحفظ کے احساس کا شکار نظر آتا ہے۔ دہشت گردی کے لرزہ خیز واقعات سے شاہ و گدا دونوں کی زندگی اجیرن بن گئی ہے۔ بہت سے مقامات پر جنگل کا قانون فروغ پا رہا ہے۔ بڑی طاقتوں کے ہاں انسانیت کی تذلیل ایک قسم کی دل لگی بن گئی ہے۔ چادر اور چار دیواری کا تحفظ صرف لفظوں میں باقی رہ گیا ہے۔ ان کے علاوہ بے شمار خرابیاں اس عالم آب و گل میں جنم لے رہی ہیں۔ ان سب خرابیوں کا اصل سبب قرآنی تعلمات سے روگردانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سب لرزہ خیز خرابیوں کے شکار سب سے زیادہ اہل اسلام ہیں۔ موجودہ سائنسی ترقی کے دور میں دنیا کو ایک ایسا پُر امن معاشرہ درکار ہے جس کو اپنا کر تمام کی تمام خرابیوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ وہ صوفیانہ اسلامی معاشرہ ہے۔ جسے جدید اصطلاح میں صوفی ازم کا نام دیا جاتا ہے۔ سیاسی لیڈروں کو بھی اب صوفیانہ اسلامی معاشرے کی تشکیل کی ضرورت کا احساس ہونے لگا ہے۔ چنانچہ روز نامہ جنگ راولپنڈی بدھ 9 شعبان 1426ھ مطابق 14 ستمبر 2005ء نمبر 252 میں ایک بڑے سیاسی لیڈر کی وہ گفتگو شائع ہوئی جو انہوں نے ایک غیر ملکی سفیر کے ساتھ کی۔ یہاں پر اُن کی گفتگو من وعن شائع کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

صوفی ازم نے دُنیا میں امن اور بھائی چارے کے جذبوں کو فروغ دیا۔ تہذیبوں کے تصادم سے بچنے کے لئے عالمی برادری کو صوفی ازم کو اپنانا ہوگا۔ چودھری شجاعت کی شام کے سفیر سے گفتگو۔

اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور سابق وزیر اعظم چودھری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ شام، عراق اور ترکی سے پھوٹنے والی صوفی ازم کی روشنی نے دُنیا میں امن، بھائی چارے، رواداری اور پیار و محبت کے جن لافانی جذبوں کو فروغ دیا اُس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ شام کے سفیر محمد ریاض حسین عصمت سے اپنی رہائش گاہ پر ملاقات کے دوران بات چیت کر رہے تھے۔ ملاقات میں دو طرفہ دلچسپی پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ صوفی ازم کی بنیاد رکھنے والے عظیم صوفی بزرگ مولانا جلال الدین رومی کے افکار کو جس عقیدت و محبت کے ساتھ روشناس کرایا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صوفی ازم شام اور پاکستان کے عوام کا مشترکہ اثاثہ ہے۔ انہوں نے

تصادم کے جس خطرے کا سامنا ہے عالمی برادری کو اس سے بچنے کے لئے صوفی ازم کے دامن میں پناہ لینی ہو گی۔ برصغیر میں اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ صدیوں تک بین المذاہب رواداری اور احترام آدمیت کی فضا قائم رہنے کی بنیادی وجہ صوفیاء کرام کی تعلیمات ہی تھیں۔ اس لئے آج پھر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اس فکری اثاثے کا احیاء کریں۔

چودھری شجاعت نے بتایا کہ وہ صوفی ازم کے فروغ کے لئے ایک غیر سیاسی تنظیم بنا رہے ہیں جس میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی سیاسی و غیر سیاسی شخصیات کو شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔ چودھری شجاعت حسین نے کہا کہ صوفیاء کرام کے مشن کے احیاء کے لئے آئندہ سال پاکستان میں انٹرنیشنل صوفی کانفرنس منعقد کی جائے گی جس میں دنیا بھر سے صوفی ازم پر تحقیقی کام کرنے والے سکالرز اور دیگر شخصیات کو مدعو کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا ان کا ادارہ دنیا کی مختلف زبانوں میں صوفی ازم کے حوالے سے موجود فکری اثاثے کا اردو میں ترجمہ کرانے کا ایک بڑا منصوبہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جو عدم رواداری اور انتہا پسندی پر مبنی رویوں میں تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہو گا۔ ملاقات میں علامہ اقبال کے نواسے یوسف صلاح الدین بھی موجود تھے۔ شام کے سفیر ریاض حسین عصمت نے چودھری شجاعت حسین کو بتایا کہ شام کا شمالی شہر حلب صدیوں سے صوفی ازم کے فروغ کا ایک اہم مرکز رہا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی نے ترکی کے شہر قونیہ سے شام کے شہروں حلب اور دمشق کے کئی سفر کئے اس دوران لکھی گئی ان کی تاریخی مثنویاں صوفی افکار کا عظیم خزانہ ہیں جو رہتی دنیا تک مشعل راہ رہیں گی۔

قارئین کرام خوب آگاہ رہے کہ دنیا میں صوفیہ نوربخشیہ مکتبِ فکر والے بجا طور پر صوفیانہ اسلامی معاشرہ اپنانے والے ہیں۔ آٹھویں صدی ہجری کے مایہ ناز، صاحب کرامات اور علی ثانی لقب پانے والے عظیم ترین صوفی بزرگ امیر کبیر سید علی ہمدانی نے صوفیانہ اسلامی معاشرے کی تشکیل کے سلسلے میں اس ربع مسکون کے تین بار تبلیغی دورے کئے حضرت شاہ ہمدان اور حضرت شاہ سید علیہ الرحمہ کی تعلیمات کی روشنی میں اہلِ صوفیہ نوربخشیہ صوفیانہ اسلامی معاشرہ اپنانے کے پابند ہیں۔ حضرت شاہ ہمدان علیہ الرحمہ کی معرکۃ آراء کتاب ذخیرۃ الملوک کو جملہ مسلم حکمران حضرات اپنی اپنی مملکت میں آئینِ حکومت کے لئے رہنما اصول بنا کر کتاب مذکور میں بیان کئے گئے جملہ منکرات کا سدباب کرنے کا فریضہ انجام دے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک مثالی صوفیانہ اسلامی معاشرہ تشکیل پا جانے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ شاہ ہمدان علیہ الرحمت نے اسلامی مملکت کے لئے ناسور بننے والے جن منکرات کی نشاندہی کر کے ان سے بچنے پر زور دیا ہے۔ اس پر عمل کر کے ہی صحیح معنوں میں ہم مومن مسلمان کہلائے جانے کے مستحق قرار پا سکتے ہیں۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ صوفیانہ اسلامی معاشرے میں غیر صوفیانہ نظریات کی آمیزش نے ہم کو قدرے بدنام کر دیا ہے۔ غیر صوفیانہ نظریات کو صوفیانہ نظریات قرار دینے کی مذموم سعی کی جارہی ہے۔ اس کی وجہ سے ایک طرف فرقہ واریت کو ہوا لگ رہی

(باقی صفحہ 44 پر "نظر و تذکر")

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

وَ يُسَاوِىٔ فِى الْجَمَاعَةِ الْمَسْجِدُ الْجَامِعُ وَ سَائِرُ الْمَسَاجِدِ وَ الصَّحَارِىٔ لِاَنَّ الْاَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ" لِلْمُسْلِمِيْنَ بِخِلَافِ الْمِلَلِ الْمَاضِيَةِ وَ يَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلٰوةِ صَالِحًا بِالظَّاهِرِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا فِى الْبَاطِنِ وَلَا يَجُوْزُ الْاِقْتِدَآءُ بِالْفَاسِقِ الظَّاهِرِ فِسْقُهٗ اِلَّا لِمِثْلِهٖ وَ كَانَ ذٰلِكَ اَقَلَّ الْمَرَاتِبِ.

ترجمہ: نماز جماعت قائم کرنے میں جامع مسجد اور دیگر تمام مساجد اور بیابان سب برابر برابر ہیں کیونکہ گزشتہ امتوں کے برخلاف امت مسلمہ کے لئے پوری کی پوری زمین مسجد کا حکم رکھتی ہے۔ امام کا پابند نماز ہونا اور ظاہری لحاظ سے نیک چلن ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ باطنی لحاظ سے فاسق ہی کیوں نہ ہو۔ جس شخص کا فاسق ہونا بالکل ظاہر ہی ظاہر ہو، ایسے شخص کی پیروی اس جیسے فاسق شخص کے لئے ہی جائز ہوسکتی ہے۔ ظاہری لحاظ سے فاسق نہ ہونا امامت نماز کا سب سے پست درجہ ہے۔

وضاحت

مذکورہ عبارتوں میں امور ذیل کی نشاندہی کی گئی ہے۔

1- عبادت گاہ کی تعمیم
2- امت مسلمہ کی خصوصیت
3- امام کی عمومی حالت
4- کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
5- سب سے کم تر درجۂ امامت

تفصیل وضاحت

1- عبادت گاہ کی تعمیم

عبادت کی تعمیم کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزاروں کے لئے نماز جماعت قائم کرنے کے حوالے سے بڑی بڑی جامع مساجد، خانقاہیں اور دیگر جملہ مساجد مساویانہ حکم کی حامل ہیں۔ نماز جماعت کی بجاآوری کرنے میں ان عبادت گاہوں میں کوئی امتیازی تفریق نہیں۔ تاہم از روئے ثواب نماز گزار حضرات کی بڑی تعداد کو ثواب بھی زیادہ ملتا ہے۔ کم تعداد کو بڑی تعداد کے مقابلے میں کم ثواب حاصل ہوتا ہے۔ گویا یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔

2- امت مسلمہ کی خصوصیت

امت مسلمہ کی خصوصیت کا مطلب یہاں پر یہ ہے

کہ گزشتہ امتوں کے لئے عبادات کی بجا آوری مساجد کی عمارات میں ضروری تھی۔ پوری کی پوری زمین ان کے لئے مسجد کا حکم نہیں رکھتی تھی۔ رب العالمین نے امت مسلمہ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ ہر چپہ زمین کا قابل سجدہ ہے یعنی نماز گزاری کے لئے کافی ہے۔ کسی مخصوص عمارت مسجد کا وجوب نہیں ہے۔

3- امام کی عمومی حالت

امام کی عمومی حالت کا مطلب یہ ہے کہ محراب سنبھالنے والا امام مسجد کا پابند نماز ہونا نیز ظاہری لحاظ سے نیک چلن ہونا ضروری ہے۔ یعنی واجب ہے۔ اس کی باطنی حالت کا کھوج لگانا ماموم حضرات کے لئے کوئی ضروری حکم نہیں۔ باطنی حالت کے لحاظ سے ''وہ جانے اور اس کا رب'' والا نظریہ کافی ہے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ ظاہری حالت پر حکم لگاتی ہے۔ اندرونی حالت کا پتہ چلانے کا عمل نہایت دشوار ہے لہٰذا اگر کوئی امام مسجد اندرونی طور پر بدچلن ہو تو اس کی بدچلنی خود اُسی کے لئے وبالِ جان بن جائے گی۔ ماموم حضرات کے لئے اُس کی امامتِ نماز شرعاً درست قرار پائے گی۔

4- کند ہم جنس باہم جنس پرواز

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کا مطلب یہاں پر یوں ہے کہ اگر کوئی امام مسجد ظاہری لحاظ سے بھی باطنی لحاظ کی مانند بدچلن ہو تو ایسے بدچلن امام کا اقتدا کرنا اُس جیسے بدچلن ماموم کے لئے تو شرعاً روا ٹھہرتا ہے مگر نیکوکار ماموم حضرات کے لئے فاسق امام کا مقتدی بنا شرعاً درست نہیں۔ اگر کسی جگہ کوئی بدچلن امام مسجد امامت نماز کا فریضہ انجام دیتا ہو۔ وہ نہایت بااثر ہو۔ اُس کو کوئی طاقت معزول نہ کر سکتی ہو۔ ہر جگہ صرف اُسی کا طوطی بولتا ہو۔ نیکوکار نماز گزاروں کے لئے کسی نیک چلن امام مسجد کا تقرر ممکن ہی نہ ہو تو ایسی صورت حال درپیش ہونے پر اُس امام مسجد کا مقتدی بنا مجبوراً روا ٹھہرتا ہے تاہم نیکوکار ماموم حضرات اس کی قرأت پر اکتفا کر کے خاموش سنتے نہ رہیں بلکہ قرأت خود بھی پڑھتے جائیں۔ شریعت محمدیہ یہی حکم لگاتی ہے۔ **صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ فَاجِرٍ** . والی حدیث کا محمل بھی ایسی ہی صورت حال ہے۔ اس سے نماز جماعت کی اہمیت خوب اُجاگر ہوتی ہے۔

5- سب سے کم تر درجۂ امامت

سب سے کم تر درجہ امامت یہاں پہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ محراب سنبھالنے والا امام مسجد لوگوں کی نظروں میں بھا جاتا ہو، خاص کر ماموم حضرات کے ہاں وہ نیک چلن اور پسندیدہ قرار پاتا ہو۔ اُس میں کوئی ایسا عیب آشکارا نہ ہو کہ اُس کی طرف انگلی اٹھائی جا سکے۔ یہ صورت حال امام مسجد کا سب سے کم تر اور پست تر درجہ قرار پاتی ہے۔ موجودہ سائنسی دور میں ماموم حضرات کے لئے کسی فرشتہ صفت امام کی تلاش جوئے شیر لانے سے کم نہیں لہٰذا امام کی ظاہری نیک چلنی پر اعتماد کر کے نماز کی اجتماعی ادائیگی اپناتے ہوئے ذمہ دار ماموم کا کردار ادا کرتے ہوئے عملی زندگی بسر کرنا ضروری ہے۔ (جاری ہے-----)

☆☆☆

عالم ربانی کی تحقیق بسلسلۂ تعارف صوفیہ نوربخشیہ

شکور علی انور، بی اے، بی ایڈ

اجتہاد اور اعتکاف کے سلسلۂ بیان میں عالم ربانی کا ذکر ہو چکا ہے۔ آیئے اب ہم عالم ربانی کی صفات و معانی اور اس کے مطالب و مرادات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ میں اس کی تفصیلات کو وقت کی اہم ضرورت سمجھتا ہوں کیونکہ بہت سے بے خبر لوگ ہمیں صرف شکوک و شبہات کے اندھیرے کنوئیں میں دھکیلنے کے لئے ربانی عالم کا نکتہ بھی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہاں ہم ایسی جامع تحقیق کے ذریعے اس تردد کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عالم رحمانی

عالم ربانی رب کی طرف منسوب علماء جو علوم الٰہیہ کے حامل ہوتے ہیں مسائل شریعت اور حقائق طریقت نیز حقائق معرفت کے علوم سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ عام لوگ ایسے عالم کو عالم رحمانی سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے ادراک اور اجتہاد یعنی علمی اور روحانی حالت سے تیز ہوتے ہیں۔ اور وہ لطائف خمسہ یعنی بصیرت، تذکرہ، مراقبہ، تمیز اور تفکر کی مدد سے شرعی اور حکمی مدرکات کی توضیح و تشریح کرتے ہیں۔ ان کی یہ تشریح و تفسیر عقل اور بصیرت والوں کے دل کو خوب بھاتی بھی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی بصیرت کی آنکھ کھول دیتا ہے۔ اس کے دل کی آنکھوں کو روشنی فراہم کرتا ہے۔ اس کی زبان کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اس کے کانوں کو ایمانی حرکتوں کے سننے پر لگا دیتے ہیں۔ رحمانی جذبوں کے سمجھنے کی طرف مرکوز کرتے ہیں۔ حدیث کی رو سے ایسے علماء کے قلم کی سیاہی خون شہید سے بہتر ہے عالم ربانی جسے ہم نے عالم رحمانی سے متصف کیا تھا یہ عالم ربانی ہی نہیں۔ محبوب سبحانی بھی ہے۔ جس کی ضد عالم شیطانی ہے۔ عالم شیطانی سے مراد وہ علماء ہیں جو بھلائی کے امور اور بصیرت سے محروم ہوتے ہیں۔ مگر شیطانی امور اور اس کے متعلقہ معاملات میں مسرور اور مغرور ہوتے ہیں۔ جن کے کردار سے اہل اصلاح کو گھن آتی ہے۔

ایسے علماء کو حدیث شریف میں ''شر الناس'' کہا گیا ہے۔ شیطانی افعال کے مرتکب علماء کو شیطان سے منسوب کرتے ہیں انہیں علماء سوء کے لقب سے پکارتے ہیں۔ جن کے اعمال و کردار سے شر و فساد اور دین و دنیا میں فتنوں کی بدبو آتی ہے۔

لغت عرب میں شطن کے معانی الجھی ہوئی لمبی رسی یا ڈور کے آتے ہیں جس کا سرا ملنے کو نہ پائے۔ جو بہر صورت درست ہونے کے قابل نہ ہو۔ اس لئے شیطان ہر بگڑے ہوئے انسان، جن اور حیوانوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ شیطان لفظ شطن سے مشتق ہے۔ عام طور پر اس کے معانی ابلیس، نافرمان، سرکش، مردود، نکالا ہوا، دھتکارا ہوا، شریر، بدذات، جھگڑالو، فسادی، غصیلہ پن اور غیض و غضب کے آتے ہیں۔ (المنجد)

جب عالم کا باعظمت لفظ شیطان کی طرف نسبت ہوتا ہوا نظر آتا ہے یا سننے کو ملتا ہے۔ تو جگر منہ کو آتا ہے دل چور چور ہونے لگتا ہے۔

عالم ربانی کی اصطلاح

صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات میں عالم ربانی اصطلاح عام ہے اور اس کی اہمیت وعظمت بھی درخشاں صورت اپنائی ہوئی ہے۔ خوش نصیب صوفیوں کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر وقت علماء ربانی کے خواہاں اور طلب گار رہتے ہیں اُن کے کردار کے دلدادہ اور ان کے نیک اعمال کے شیدائی ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ دراصل دین وشریعت خداوندی کے محافظ ومجاہد ہیں قرآن مجید میں ایسے علماء کو ربانیون کہا گیا ہے۔ اہل لغت وتفسیر نے الربانیون سے الکاملون فی العلم والعمل (علم وعمل میں کامل ہوں) مراد لئے ہیں۔ جیسا کہ ابو العباس احمد بن یحیٰ نے تعبیر کیا ہے۔ "قِیلَ للفقہاء الربانیون لانہم یولون العلم ای یقومونہ" بعض کہتے ہیں ربانیوں سے مراد فقہاء کرام ہیں کیونکہ وہ لوگ علم کی پرورش کرتے ہیں یعنی علم کی ترقی میں کوشاں رہتے ہیں۔ اور کشاف نے کہا ہے کہ الربانی شدید التمسک بدین اللہ تعالیٰ وطاعتہ۔ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت میں سختی سے کاربند ہونے والے ربانی کہلاتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ الربانی العالم العارف باللہ ربانی علماء وہ عارفین ہوتے ہیں جو اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑنے والے ہوتے ہیں۔

علماء ربانی وہ ہیں جو لوگوں کے معاملات کی اپنی تدبیر اور اصلاح کے ذریعہ نگرانی کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ لاعلم الانی عالم ربانی۔ علم کا مرکز ومنبع ہے تو عالم ربانی ہی کا ہونا ثابت ہے۔ عربی زبان کی مشہور لغوی کتاب المنجد میں عالم اور علیم سے موصوف بالعلم مراد لیا گیا ہے۔ عالم کی جمع علماء ہے۔ ربانی کے معنی اللہ والا، عارف باللہ اور بڑا عالم کے بتائے گئے ہیں۔ خیال رہے عرب کا مشہور مقولہ ہے جواب ضرب المثل بن چکا ہے کہتے ہیں کہ العلم فی الصدور ولا فی المسطور یعنی علم سینوں میں ہوا کرتا ہے نہ کہ سطروں میں۔ فارسی دان اس مثل کو ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں کہ علم در سینہ باید نہ در سفینہ: علم سینے میں ہوا کرتا ہے نہ کہ کشتی میں۔ مذکورہ بالا مظہرات سے معلوم ہوتا ہے کہ علم جو ہے وہ قلبی معلومات کے ذخیرہ کا نام ہے نہ کہ کتابی قیل وقال کا۔ چنانچہ بعض محققین نے علم موہوبی کے حامل لوگوں کو علماء ربانی کہا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے اخذ علم کرنے کی طرف امر فرمایا ہے کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون (سورہ زمر) جب کسی مسئلہ کی حقیقت دریافت کرنی ہو تو اہل ذکر سے پوچھیں۔ تحفہ قاسمی صفحہ 2 پر لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اھل الذکر انا والائمۃ میں اور آئمہ کرام اہل ذکر ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اھل الذکر ھو علی ابن ابیطالب! اہل ذکر حضرت علی ابن طالب ہیں۔ اس روایت کو سیرت علی ابن ابی طالب میں ڈاکٹر علامہ طاہر القادری نے بھی نقل کیا ہے۔ حضرت علی علیہ اسلام کی علمی وجاہت اور معرفت دین مبین کی شوکت وثقایت پر کس کو شک ہو سکتا ہے۔ جب باب علم نبی ہو علم موہوبی میں یکتا علم لدنی میں بے مثال ہو سلونی قبل ان تفقدونی کا مظہر ہوں۔ جن کی کمالات علم وفضل پر تمام صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کا اقرار

(باقی صفحہ نمبر 45 پر "عالم ربانی کی تحقیق")

جو بات دین میں ہے، دین پناہ میں ہے

یاور عسکری، کراچی

ابھی بندہ خاکسار اس قابل تو نہیں کہ موجودہ نامساعد حالات پر قلم اٹھا کر جامع مضمون لکھوں لیکن خود دشت کا صحرا ہوں تو ان کا بھی ضد ہے مذہب سے لگاؤ اور موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختصری مضمون توفیق کے ساتھ جسارت کر رہا ہوں۔

بلتستان کے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی قریب میں یہاں ایک بلند پایہ تہذیب گزر چکی ہے جسے دیکھ کر ساری دنیا رشک کرتے تھے گوشے گوشے میں عبادت گزاری تھی یہاں کی فضاؤں میں ذکر واذکار کی صدائیں گونج اٹھتی تھی جو کچھ مشائخ علماء اور صوفی بزرگوں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے ان میں دو ممتاز ہستی امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اور شاہ سید محمد نوربخش نمایاں ہیں ان بزرگوں کی آمد سے قبل یہاں کے لوگ بت پرست تھے گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے ظہور اسلام سے قبل عرب کی جہالت والا عالم تھا۔ ان کی آمد کی وجہ بلاشبہ یہی تھی کہ ان ان گنت خود ساختہ دیوتاؤں بتوں کے پرستش میں الجھے ہوئے لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ایک ہی خدا کے پرستار بنائیں اور اسلامی ضابطہ حیات قائم کر سکے جب ان بزرگوں نے اسلام کی شمع روشن کی تو ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے۔ لیکن بقول میر درد۔

تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے
جس کے لئے آئے تھے سو ہم کر چلے

ان بزرگوں نے تیز چلتی آندھی طوفان میں بھی اسلام کی شمع جلا کر پورے کشمیر وبلتستان میں 100 فیصد نوربخشی آباد کیا جو صدیوں تک بغیر کسی رکاوٹ کے آباد رہے۔

غالباً 1925ء کے بعد گردش نے پلٹا کھایا یا علماء سو نے فتویٰ دے کر کشمیر وایران میں قتل عام کیا گیا، خون کی ندیاں بہائی گئیں اور ہمارے علم کے خزانوں کو نذر آتش کیا گیا ہے اس لئے آج بھی ہماری آنکھیں ترس رہیں ہیں۔

نہ وہ گل وصل نہ وہ نالہ ہائے بلبل
نہ رہی بہار پہلی نہ رہا وہ باغ پہلا

میری سلطنت بھی چھینی میری مسجدیں بھی ڈھائیں
وہ تھی دل کی ٹیس پہلی یہ جگر کا داغ پہلا!

کہا جاتا ہے کہ چھلو میں نوربخشیوں کا زوال رئیجہ خاندان سے شروع ہوا رئیجہ وقت دوسروں کے ہاتھوں بک چکے تھے انہوں نے غربت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے یہاں کے بارسوخ طبقے کو اپنی ناجائز طاقت کے ذریعے اپنی گرفت میں لے کر اس دین کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تو کہیں ناخواندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ نام نہاد علماء کے بارے میں شواہد ملتے ہیں ع

یاد ماضی اک عذاب ہے یا رب

میں گزرے ہوئے زخموں کو دوبارہ تازہ کرنا نہیں چاہتا یہ بذات خود ایک داستان ہے مختصراً یہ کہ ماضی میں جو کچھ بھی ہوا وہ ہماری غربت اور ناخواندگی کی وجہ سے ہوا گزشتہ را صلوٰۃ لیکن رونا اس بات پر آتا ہے کہ آج ہم اقتصادی معاشی

سیاسی ہر لحاظ سے مستحکم ہونے کے باوجود کم و بیش یہ سلسلہ جاری ہے اور 80 سال کی اس قلیل سی مدت میں بلتستان کے 64 فیصد لوگوں نے اس دین حقہ کو خیر باد کہی ہماری سادگی کی انتہا یہ ہے کہ ہزار تجربوں کے باوجود اس وقت 500 سے زائد نوربخشی بچے دوسرے مذاہب کے مدرسوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس کی مرہون منت سے ہم کتنے ہی باشعور لوگوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں مگر افسوس! اب بھی ہم باعتبار عقل ابھی ناپختہ ہے۔ اور گزرے ہوئے نتائج کی روشنی میں فہم و فراست کو صحیح راہ پر گامزن نہیں کرتے یہی ہماری نت نئی بڑھتے ہوئے مسائل کا اصل سبب ہے چار پانچ سال بعد یہی بچے نیم یا غیر نوربخشی عالم بن کر بلتستان بھر میں بکھر جائیں گے حالانکہ ابھی اللہ کے فضل سے جگہ جگہ ہمارے مدارس بھی کھولے جا رہے ہیں نہ پہلے جیسی غربت رہی بلکہ غربت ایک یادگار بن کر رہ گئی ہے۔ لیکن ان والدین کو سمجھانے والا کوئی نہیں ہوتا اگر کچھ مجبوری ہے تو دلجوئی کرنے والا کوئی نہیں ملتا اس معاملے میں ہم خاموش تماشائی بن جاتے ہیں اگر بچہ بخوشی چلا جائے تو دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں لیکن خوبی خامی نفع نقصان سے ضرور آگاہ کرنا چاہئے لیکن یہ میرا دعویٰ ہے کہ کوئی بھی شخص بخوشی اس دین کو نہیں چھوڑ سکتا بچہ بزبان راقم یوں فریاد کرتے ہیں۔

دل پہ پتھر رکھ کے ہم ضبط غم کب تک کروں
اپنے چمن کو الوداع کہنے کی نوبت آ گئی

اور ہمیں ملامت کرتے ہیں:

میں جب درد دل سے نالہ آہ کرے
یہ شرط تماشہ تو واہ واہ کرے

عام لوگوں کا خیال ہے کہ سانحہ پنچین کے بعد نوربخشی عوام بیدار ہو گئے لیکن میں اب بھی ہمیں مکمل طور پر بیدار قرار نہیں دے سکتا اب بھی ہماری آنکھوں میں خمار ہیں وہ دین کبھی پیار و محبت کا گہوارہ تھا کبھی انجانے ان دیکھے کو بھی نوربخشیت کے نام پر سینے سے لگایا جاتا تھا آج وہ تمام خوشیاں فوت ہو چکی ہیں اس کی جگہ نفرتیں رقص کرنے لگی ہیں۔ بیرونی سازشوں نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ ہمیں منقسم کر کے طوفان میں چھوڑ دیا سفینہ ڈگمگا رہا ہے ملاح (علماء) اب تک ساحل پر نکالنے میں ناکام ہیں جس کی وجہ سے نوربخشی عوام روز بروز منتشر ہو کر اپنے عزیز و اقارب سے دور ہوتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ ایک ہی خاندان میں بسنے والوں کے درمیان بھی اجنبیت کی دیواریں کھڑی ہو گئی ہیں دوریاں ہر طرف سے بڑھتے جا رہے ہیں اور ہم ایک ایک لمحہ کو تعصب کے ترازو میں تولتے ہیں البتہ یہ تمنا ضرور رکھتے ہیں ہ سارے اختلافات ختم ہو محبت و بھائی چارگی کی فضا قائم ہو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم واقعی پیار و محبت کے خواہاں ہیں؟ لیکن نہیں عملاً کوئی بھی شخص اس بات پر کاربند نہیں ہوتا جس کسی کو اتفاق و اتحاد کی طرف مدعو کیا جاتا ہے تو انتہاپسندی اور شخصیت پرستی کی راہ ہو لیتے ہیں اگر ہمارے قول و فعل یکساں ہوتے تو آج یہ اختلاف وجود میں نہ آتے۔ ہرگز نہیں بلکہ اختلاف مزید بڑھتا جائے گا اگر کسی کے دل میں ذرا برابر بھی مذہب کے ساتھ ہمدردی اور خدا کا خوف ہو تو اختلاف کو پسند نہیں کرے گا کیونکہ یہ عذاب الٰہی ہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ
عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ

أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيقَ
بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ط اُنْظُرْ كَيْفَ
نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (٦٥)

ترجمہ: کہہ دیجئے اللہ اس پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور لڑائی کا مزا چکھائے (اے رسول ﷺ) دیکھئے ہم کس طرح اپنی آیتوں کو بدل بدل کر پیش کرتے ہیں تا کہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔ (سورۃ الانعام۔ آیت نمبر 65)

فرقہ بندی بغیر اختلاف کے وجود میں نہیں آتی اسلام کے تمام فرقوں کا وجود اس بات کا کھلا ثبوت ہے۔ قرآن نے انتشار کو سخت ناپسند کیا ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا
لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ط إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ
إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ
(١٥٩)

ترجمہ: (اے رسول ﷺ) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے بن گئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے پھر وہی (قیامت کے دن) انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے۔ (سورۃ الانعام۔ آیت نمبر 159)

قوموں کے عروج و زوال میں ان کے اتفاق و اتحاد کو بڑا دخل ہوتا ہے اور یہ اٹل حقیقت ہے دنیا میں کوئی بھی قوم، مذہب یا ملک عزت و کمال سے زندہ و سلامت نہیں رہ سکتا جب تک اس کے افراد میں اتحاد و اتفاق اخوت و محبت کا جذبہ نہ ہو قرآن میں اتفاق و اتحاد سے رہنے سہنے اور مل جل کر زندگی گزارنے پر بہت زور دیا ہے چنانچہ سورۃ انفال میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کمزور ہو جائے گے۔“

اختلاف وہ موذی مرض ہوتا ہے جس سے قوموں کا شیرازہ بکھر جاتا ہے کسی بھی معاشرے میں علماء ایک مرکز ہوتے ہیں عوام اس کے گرد گردش کرتے ہیں یہاں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے علماء ہی اس مرض کا شکار ہیں یہی انتشار کا اصل سبب ہے اور دشمن کی قوت بھی اول تو ہم پہلے ہی گرے ہوئے ہیں ستم بالائے ستم یہ کہ ایک دوسرے کے دست و گریبان بھی یعنی جہاں ہمیں بیرونی سازشوں کا سامنا ہے وہاں کچھ اندرونی ناہمواریوں اور اختلافات نے مشکلات پیدا کر دیا ہے۔ قرآن میں 75 فیصد آیات میں اخلاقیات اور معاملات کے بارے میں تعلیم دی گئی ہیں لیکن ہمارے علمائے اخلاقیات و معاملات مثلاً محبت و اخوت بھائی چارگی، جھگڑا فساد سے پرہیز، قطع تعلق، صبر و تحمل جیسے اہم مسائل پر کم ہی بحث کرتے ہیں اگر سچ پوچھئے تو یہ تمام مسائل بالائے طاق رکھ کر سطحی مسائل میں الجھے رہتے ہیں اور یوں کسی کو سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے تو کسی کو مختلف فتواوں سے نوازا جاتا ہے حالانکہ معاہدہ بلغار کے بعد تمام مسائل حل ہو چکے ہیں جس کا ویڈیو کیسٹ اب بھی دیکھا جا سکتا ہے لیکن افسوس ہمارے علماء اب بھی اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

(باقی صفحہ نمبر 45 پر ”جو بات دین میں ہے“)

محسنین نوربخشیہ حاجی شاہین نبی

تحریر: غلام حسن حسنو، ایم اے

گزشتہ ایک صدی کے دوران جن جن حضرات نے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کو مختلف طریقوں سے غیر معمولی فائدہ پہنچایا جن کی خدمات ناقابل فراموش ہیں ایسی شخصیات کا تعارف محسنین نوربخشیہ کے عنوان سے کچھ عرصہ قبل نوائے صوفیہ میں شائع ہوتا رہا ہے۔ اب تک مولانا سید قاسم شاہ چھوربٹی، مولانا حمزہ علی کپلو، پیر صوفیہ نوربخشیہ سید عون علی الموسوی، سید قاسم شاہ تھرگو، بدیع الزمان، کاچو حسن خان وغیرہ کا تعارف آچکا ہے اب ہم یہ سلسلہ پھر شروع کر رہے ہیں ذیل میں حاجی شاہین نبی اور ان کی خدمات قارئین کی نذر ہیں۔ واضح رہے کہ حاجی صاحب کا اصل نام غلام نبی ہے مگر حاجی شاہین نبی کے نام سے معروف ہیں ہم اسی نام سے ذکر کر رہے ہیں۔

حاجی شاہین نبی 1954ء کو کپلو کے ایک ممتاز خاندان میں پیدا ہوئے، ہائی سکول کپلو سے تعلیم حاصل کی، پھر محکمہ مال میں بھرتی ہونے کے لئے کچھ کورسز پاس کیے، اسی دوران اعلی تعلیم کے لئے راولپنڈی چلے گئے، دوران تعلیم غلام مہدی تصوفی تھلے، جعفر ملک کپلو، محمد حسین کپلو، آخوند مہدی کرایتگ، غلام حسن سکسا وغیرہ کے ساتھ مل کر نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی بنیاد رکھی اور نوربخشی مفادات کے تحفظ اور حقوق کے حصول کیلئے کارہائے نمایاں سرانجام دیے جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے پلاٹ کے حصول کے لئے بھی اس تنظیم کا مرکزی رول ہے۔

حاجی صاحب کے چچا زاد بھائی امیرخان مرحوم اور بھائی حاجی حیدر مدظلہ کپلو کی سیاسی و مذہبی معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے ان کی مصروفیات نے حاجی شاہین نبی کو مزید تعلیم حاصل کرنے یا سرکاری ملازمت اختیار کرنے سے باز رکھا اسی دوران جامع مسجد چق چن کا تنازعہ شدت اختیار کرگیا ایک مخصوص فرقے کے افسران کی کھلی سرپرستی میں اس فرقہ کی دخل اندازی اور مسلک نوربخشیہ میں بیداری و نشاۃ ثانیہ نے اس شدت کو اور بھی بڑھادیا چنانچہ حاجی صاحب نے ایک قائد اور مدبر کی حیثیت سے اس میں حصہ لیا چنانچہ فرقہ وارانہ تصادم کے بعد بدیع الزمان، امیر خان، عبداللہ خان اور دوسرے نوربخشی زعماء کے ساتھ مقدمات میں پھنسا دیے گئے اور سکردو جیل میں قید و بند کی سزائیں دیں لیکن آپ کی پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی اپنے مبنی برحق موقف پر ڈٹے رہے، آپ اور آپ کے ساتھیوں کی قربانی اور استقامت کے نتیجے میں بالآخر ایک

آبرومندانہ تصفیہ ہمارے حق میں ہوگیا۔

تنازعہ چق چن کے حل کے بعد الحاج فقیر ابراہیم، مولوی علی کوروی اور غلام علی حیدری کے ساتھ مل کر مسلک کی ترویج و اشاعت کے لئے ایک بڑے پروگرام کی تکمیل کے لئے نکلے یوں وطن عزیز میں آباد ہر نوربخشی فرد سے ملنے، ان کے حالات جاننے اور ان کے مسائل سننے کا موقع ملا اور ساتھ ہی لاکھوں روپے کا فنڈز اکٹھا کرنے میں کامیاب ہوئے اگرچہ بعض اپنوں کی مخالفت برائے مخالفت اور بدنظمی کی وجہ سے یہ پروگرام اب تک تشنۂ تعبیر ہے لیکن جو فنڈ جمع کیا تھا وہ اب تک محفوظ ہے انشاء اللہ مستقبل قریب میں حالات سازگار ہوتے ہی اس منصوبے پر کام شروع ہونے کی توقع ہے۔

حاجی صاحب 1983ء سے سعودی عرب میں ملازمت کرتے ہیں اور تقریباً ہر سال وطن تشریف لاتے ہیں، دینی معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں بہت سے رفاہی کاموں کی سرپرستی کرتے ہیں اور بڑی فراخدلی کے ساتھ نہ صرف خود مالی اعانت کرتے ہیں بلکہ دوسرے نوجوان ساتھیوں کو بھی ترغیب دیتے ہیں جامعہ نوربخشیہ ڈیڈہ دون انڈیا، مدرسہ شاہ ہمدان سکردو، ادارہ نوائے صوفیہ کی تعمیر و تشکیل میں انہوں نے مرکزی کردار ادا کیا ہے بیرون ممالک اور پاکستان میں مقیم نوربخشیوں کے درمیان آپ پل کا کام کرتے ہیں مسلک صوفیہ نوربخشیہ سے غیرمعمولی لگاؤ رکھتے ہیں اداروں کی تعمیر و تشکیل میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں نوربخشی کتابوں کی نشر و اشاعت اور ان کی ترویج کے لئے بڑی تڑپ رکھتے ہیں انہوں نے راقم کے لئے ایک کمپیوٹر کا بندوبست کیا تاکہ ترجمہ اور کمپوزنگ میں تیزی اور آسانی ہو اسی طرح نوائے صوفیہ کے لئے پبلشنگ نیٹ ورک کا پورا نظام جس میں کمپیوٹر، پرنٹر اور ڈیجیٹل کیمرہ وغیرہ شامل ہیں، مہیا کئے۔

حاجی شاہین نبی صاحب روشن خیال، محب وطن اور راسخ العقیدہ شخص ہیں بزرگان نوربخشیہ کی تعلیمات کے حامی اور ان پر عمل کرنے کے شوقین ہیں بدعتوں اور نئے ابھرنے والے فتنوں سے سخت نفرت کرتے ہیں اگست 2005ء میں انہوں نے راقم سے بات چیت کرتے ہوئے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی موجودہ صورت حال سے متعلق بہت سی باتیں بتائیں، جن کا ماحصل یہ ہیں انہوں نے موجودہ صورت حال کو نوربخشی تاریخ کا تاریک اور المناک حالت قرار دیا وہ اسے مذہبی قیادت کا غیر ذمہ دارانہ روش سمجھتے ہیں مذہب کو سیاست کے تابع کرنے پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہیں انہیں اس بات پر بھی افسوس ہے کہ دھڑے بندی کے حل ڈھونڈنے کے لئے معاملہ فہم دانشور اور لیڈر ناپید ہیں احساس زیاں کے ادراک کرنے والوں کا فقدان ہے اور حالات کو جوں کا توں رکھنے پر اصرار بہت بڑے المیے سے کم نہیں ہے۔

(باقی صفحہ نمبر 46 پر "محسنین نوربخشیہ")

نوائے صوفیہ اور علمائے نوربخشیہ کا کردار

تحریر: م۔ ش۔ کوروی

تبلیغ دین ہر مسلمان مرد اور عورت کا دینی فریضہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کون واقف نہیں ان کے لئے یہ ضروری قرار دی گئی ہے کہ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ط (سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر 104) کے تحت اس کی اشاعت اور ترویج کے لئے ایک گروہ ہمہ وقت مصروف کار ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ علمائے دین کی تبلیغ میں کوتاہی بلکہ مجرمانہ غفلت سے دین حقہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا نہ صرف یہ بلکہ لوگ بے عملی اور بے راہروی کا شکار ہو کر رہ گئے۔

اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ لداخ، کرگل اور کشمیر وبلتستان کے علاوہ کوہستان تا تاشقند، کولاب میں دین اسلام کی ترویج واشاعت کا کام حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی نے سرانجام دیا اس سے پہلے ان تمام علاقوں میں مختلف باطل مذاہب کے پیروکار آباد تھے آج اگر ان تمام علاقوں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ یہاں کے باشندے ایک قلیل اقلیت کے سوا تمام مسلمان ہیں مگر قسم قسم کے فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کے اصول و فروع غرض سب کچھ مختلف ہیں سوال یہ ہے کہ کیا حضرت امیر کبیر اور ان کے مریدوں نے ہی مسلمانوں کو اس طرح مختلف العقیدہ بنایا تھا؟ یہ عجیب و غریب عقیدوں والے فرقے کیسے پیدا ہوئے؟ ذرا غور کریں تو اس سوال کا جواب مل جاتا ہے وہ یہ کہ یہ سب علمائے کرام کی مجرمانہ غفلت کا نتیجہ ہے اسلاف کے طرزعمل دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت چھوڑ دیا کچھ علاقوں کے مسلمانوں کو رہنمائی کی ضرورت تھی ان کی ضروریات کو نظرانداز کردیا کچھ علاقوں میں مسلمانوں کے اندر گروہ بندی اور پارٹی بازی کی گئی کچھ علاقوں میں غیرضروری رسومات کو فروغ دیاگیا یوں ملت واحدہ کو پارہ پارہ کرکے ٹکڑوں میں بانٹ کر رکھ دیا۔

ماضی میں رسل و رسائل کے ذرائع ناپید تھے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا مشکل بلکہ بسااوقات ناممکن تھا عمیق گھاٹیوں، خطرناک چڑھائیوں اور اترائیوں کی وجہ سے گھنٹے کی مسافت ہفتوں میں، اور ہفتوں کی مسافت مہینوں میں طے ہوتی تھی پھر زبان کا مسئلہ درپیش تھا لوگ ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف اور علم سے نابلد تھے اور ترجمانی کرنے والے اور رہبری کرنے والوں کا فقدان تھا ہمارے اسلاف نے ایسے نامساعد اور مشکل حالات میں تبلیغ دین کا فریضہ کامیابی کے ساتھ سرانجام

دیا اور ساتھ ہی لوگوں کے دلوں میں دین راسخ کرنے کیلئے اپنے باصلاحیت مریدین کے ذریعے مسلسل تبلیغ و ارشاد کا بندوبست کیا آج تمامتر سہولتوں کے باوجود ہمارے علما اس فریضے سے سبکدوش ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

دور حاضر میں غیر شرعی ثقافتی یلغار نے معاشرے کی صورت بگاڑ کر رکھ دیا ہے جس کا مقابلہ صحیح اسلامی احکامات کو کرنی ہے اسلامی احکامات کے ضامن علمائے کرام ہیں العلماء ورثۃ الانبیاء ہونے کے ناطے ان شیطانی ثقافتوں کا مقابلہ انہی پر واجب ہے اگر پہلے زمانے کے دشوار طریقہ پر عمل نہیں کر سکتے تو آج اپنی جگہ رہ کر بھی بہتر طریقے سے یہ فریضہ سرانجام دینا ممکن ہے پرنٹ میڈیا، الیکٹرونک میڈیا اور انٹرنیٹ نے ان سب کو ممکن بنادیا ہے ہاں اگر کوئی کچھ کرنا ہی نہ چاہے تو اس کیلئے کوئی چارہ نہیں ہے۔

نوائے صوفیہ گزشتہ پندرہ سالوں سے تبلیغ و اشاعت دین میں مصروف ہے اس سلسلے میں کارکنان نوائے صوفیہ اور وہ چند علماء و دانشور قابل صدتحسین ہیں جو نہ صرف دین کی سرحدوں کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں بلکہ اغیار کے حملوں کا مقابلہ کرکے وارث انبیاء ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں افسوس یہ ہے کہ نوائے صوفیہ کے ذریعے سوائے چند علماء اور دانشوروں کے اکثر نے اشاعت دین کے عمل میں اپنا حصہ ڈالنے کی ابھی تک زحمت گوارا نہیں کی حالانکہ اکثر اس کے حامی اور چند اختلاف برائے اختلاف کے تحت مخالف بھی ہیں اور جوشیلے اور غلطیوں سے پُر تقریریں کرنے کے لئے یہ دور دراز کا سفر طے کرکے جلسوں میں شرکت کرتے ہیں اور شعلہ بیانی کے ذریعے داد تحسین حاصل کرتے ہیں مگر اپنی تقریر کو تحریر میں لاکر دائمی تبلیغ کرنے سے گریزاں ہیں یہ محض احساس ذمہ داری کے فقدان، احساس کمتری کی شکار یا خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی بناء پر ہے ورنہ تقریر ریکاڈ پر نہیں آتی جبکہ تحریر ریکارڈ پر آجاتی ہے تاہم ان کی تقریر سننے والوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو قرآن و سنت اور فقہ و تاریخ میں ان سے بڑھ کر نہ سہی ان سے کم ہرگز نہیں ہوتے اور محض باعث نزاع سمجھ کر غلطیوں پر اعتراض نہیں کرتے۔

قرآن کریم کی طرح حدیث نبوی میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید ہے ہمارے علماء امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر جزوی بلکہ اپنی پسند و ناپسند کے تحت عمل کرتے ہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ تبلیغ دین کی مخالفت کی جاتی ہے نوائے صوفیہ جو خالص دین کی اشاعت کا کام ہے، کی مخالفت کرتے ہیں جہاد بالنفس اور بزرگان نوربخشیہ کا مرغوب ترین عمل اعتکاف کی مخالفت زوروں پر ہے اعتکاف بیٹھنے توبہ کرنے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 47 پر "علمائے نوربخشیہ کا کردار")

عظمت رفتہ
خانقاہ معلی چھورکاہ شگر

تحریر: م۔ ش۔ کوروی

کہتے ہیں کہ 1170 ہجری میں تین سرکردہ افراد چھورکاہ شگر میں کسی دیوار سے ٹیک لگائے دھوپ کی تپش سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے تجویز دی کہ چھورکاہ میں خانقاہ یا جامع مسجد نہیں ہے۔ کیوں نہ ہم ایک خانقاہ کی تعمیر کی جائے۔ اس بات پر آپس میں غور وخوض کے بعد ان میں سے ایک نے کہا کہ خانقاہ کی تعمیر اس وقت ممکن ہو سکتی ہے کہ فلاں اپو کو جا کر بتایا جائے کہ آیا وہ خانقاہ بنانے کے لئے لکڑی دے گا؟ جس کے پاس بہت سارے درخت موجود تھے۔

ہر سہ سرکردہ مان گئے اور اپو بے نام سے اپنی غرض آمد بیان کرتے ہوئے کہا کہ کھانا ہم اس وقت کھائیں گے جب آپ ہم آپ سے کئے گئے مطالبے کو مان جائیں۔ اس نے وعدہ کیا۔ جس پر کہا گیا کہ اگر آپ لکڑی دیں تو ہم ایک خانقاہ تعمیر کریں گے۔ اپو نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر ایک شرط کے ساتھ وہ شرط یہ ہے کہ صرف میری ہی لکڑی استعمال کی جائے۔ جو مان لیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب کسی کو تمنا ہوئی کہ وہ اپنی لکڑی بھی تعمیرات میں استعمال کرائے، وہ اپو کو جا کر اجازت لیتا اور رات کے وقت لا کر چھوڑ جاتا تا کہ لوگوں کو نظر آنے پر ریا کا شبہ نہ ہو۔

خانقاہ بڑے ذوق اور شوق سے بنایا گیا آج بارہ سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی یہ عمارت خانقاہ اپنی عظمت رفتہ کی یاد دلاتی ہے۔ خانقاہ تو خانقاہ اور عبادت گاہ خداوندی ہے۔ مگر یہ خانقاہ بنانے والوں کے ذوق وشوق اور عقیدت کو اپنی زبان بے زبانی سے بیان کر رہا ہے۔

جائے وقوع

گاؤں کا نام سرف کھور اور محلہ کا نام خانقاہ کھور یعنی خانقاہ کے نزدیک والا گاؤں ہے۔ خانقاہ کے مشرق میں ایک کوحل، شمال سے جنوب میں بہتا ہے جو نمازیوں کو وضو کے لئے پانی فراہم کرتا ہے۔ اس خانقاہ کے لئے پانی کی باری بروز جمعہ مقرر ہے۔ جو وضو کی ضرورت کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ کھیتوں کو بھی سراب کرتا ہے۔ اس کوحل کے بعد خانقاہ کا بیرونی اور پہلا گیٹ آجاتا ہے جس کے دائیں بائیں ٹھٹھر کی دیوار ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بیشتر منہدم ہو چکی ہیں مگر کچھ دیوار جو لکڑی کے کٹھوں سے بنی ہیں اب بھی موجود ہیں۔ اس گیٹ سے اندر داخل ہوں تو ایک کھلا دالان ہے جس میں دوسرا گیٹ یا دروازہ پیوستہ ہے دروازے کے دائیں بائیں ایک ایک چبوترا ہے۔ شاید یہ جوتوں کے رکھنے کی جگہ تھی یا نوربخشیوں کی قاعدہ کے تحت داخل خانقاہ سے قبل وہاں جمع ہو کر بیٹھنے کے لئے بنایا گیا دالان ہے۔

سامنے کا منظر

مذکورہ دوسرے گیٹ کے اوپر خانقاہ کے مشرق والے دیوار میں گیٹ کے دائیں اور بائیں ایک ایک خوبصورت جاروق اور عین گیٹ کے اوپر ایک واقع ہے جو

بہت خوبصورت اور جاذب نظر ہے۔ چاروں طرف استعمال شدہ لکڑی خواہ چھتن کے طور پر ہوں یا گھلکہ (ٹھٹھر) کے طور پر، ان پر خوبصورت گلکاریاں کی ہوئی ہیں۔ تینوں چاروں ستون۔ درمیانی تختے۔ چھتوں کے تختے اور لکڑیاں سارے چوبکاری پھولوں سے مزین ہیں جو اتنے خوبصورت ہیں کہ زبان اس کی تعریف کرنے سے قاصر ہے۔ گیٹ کے پلے جدید چرائی نہیں بلکہ طیشہ کاری اور لمبائی اور چوڑائی میں سالم لکڑیاں استعمال کی ہوئی ہیں۔ جن پر خوبصورت نقش ونگاری کی ہوئی ہیں۔ بیرونی دیوار کے مشرق میں سامنے کے حصے میں "لسو" اور ہر ستون چار پانچ فٹ کے فاصلے پر بمعہ فلی ہیں۔ یہ سب نقش ونگار سے مزین کئے ہوئے ہیں۔ یہ سب نقش نگاری اور چوب کاری اسلامی فنونِ لطیفہ کا شاہکار ہیں۔

گیٹ یا دروازے

سب سے پہلا اور بیرونی گیٹ اکھاڑ پھینکا گیا ہے جبکہ اندرونی لان کا گیٹ اور خانقاہ کا گیٹ اب بھی موجود ہے۔

بالکونی سے نظارہ

دوسرے گیٹ سے اندر داخل ہو جائیں تو خانقاہ کا دروازہ آنے سے قبل شمال۔ مشرق اور جنوب کو احاطہ کئے برآمدے اور برآمدوں کے اوپر اور برآمدے موجود ہیں۔ اس لان کے عین وسط میں ایک بڑا چنار، جسے شاہی درخت کہا جاتا ہے۔ موجود ہے۔

برآمدے

برآمدے شمالی پہلی منزل میں تین چلہ خانے اور جنوب میں واقع برآمدوں میں تین چلہ خانے موجود تھے۔ جنوبی چلہ خانے توڑے گئے ہیں۔ جنہیں بیچ کے دیوار گرا کر ایک مسجد بنایا گیا ہے۔ جس میں سردیوں میں نمازی نماز پڑھتے ہیں۔ شمال کی جانب والے برآمدے میں موجود تین چلہ خانے گرا کر ایک بیکار بڑا ہے۔ دوسرے دو کو ملا کر کچن (باورچی خانہ) بنایا جا چکا ہے جو اپنی حالت پر خود رو رہے ہیں۔

دوسری منزل پر بھی تین طرف شمال مشرق اور جنوب میں برآمدے موجود ہیں۔ جس کے لئے بہت سارے ستون بمعہ فلی چوب کاری سے آراستہ کر کے چھتوں تک کی لکڑی پر چوب کاری کی گئی ہے۔ شمالی دوسری منزلہ برآمدے کے مغربی کونہ میں اسی چلہ خانہ میں موجود ہے۔ جس کا دروازہ اسی برآمدہ میں اور اندر سے خانقاہ میں بڑی کھڑکی ہے جسے پنجروں سے باڑ لگایا ہوا ہے اندر کا نظارہ بخوبی کر سکتا ہے۔ اسی طرح کا ایک چلہ خانہ جنوب میں واقعہ دوسری منزل میں واقع برآمدہ میں بھی ہے۔ جس میں اس وقت مسمی عبدالرحیم ولد عبدالرحمٰن کی خوبانی (شلی فروگ) ڈالا ہوا۔ کہاں وہ وقت کہ ان چلہ خانوں میں خدا کے پہنچے ہوئے بندے ذکر خداوندی میں مصروف رہتے اور کہاں یہ وقت کہ ان چلہ خانوں کو خوبانی خانہ بنا کر مال مویشی رکھے جا رہے ہیں۔ جہاں مٹی کے دھل اہل ہیں۔

چنار کا درخت

ایک چنار کا درخت عین دروازہ خانقاہ کے سامنے لان میں ایستادہ ہے کہا جاتا ہے کہ جب یہ خانقاہ تعمیر ہوئی تو ایک پیرِ کامل نے یہ درخت (ایک شاخ) نصب کیا تھا۔ ایک

ضعیف روایت کے تحت پیر کامل نے اپنا عصا یہاں نصب کیا تھا۔ جو بڑھ کر اب تن آور چنار کا بہت بڑا پیڑ بن چکا ہے۔ اس چنار کے بڑے بڑے چار شاخ ہیں۔ جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ ایک بڑا درخت ہے کہتے ہیں کہ زیادہ لمبے جو بھی تنا ہو وہ ٹوٹ ٹوٹ کر گر جاتا ہے۔ ان چاروں تنوں میں سے ایک مشرق کی طرف بڑھ کر جھک گیا ہے۔ جو مشرقی دو منزلہ برآمدہ کی چھت سے جا لگا ہے۔ اور تین چار فٹ چھت توڑ بیٹھا ہے اندیشہ ہے کہ یہ تنا مشرقی دو منزلہ برآمدہ کو گرا کر دم لے گا۔ مگر اس کی فکر کرنے والا ہے نہ خانقاہ کا۔ جس کے دروازے تک چنار کا پیڑ بڑھ کر پہنچ چکا ہے۔ جس کی وجہ سے خانقاہ میں داخل ہونا ناممکن ہونے کی وجہ سے تین چار فٹ جڑیں کاٹ کر راستہ بنایا گیا ہے، نہ جانے کب پھر بند ہو جائے۔

داخلہ خانقاہ

غالباً پہلے خانقاہ میں داخلہ کے لئے تین دروازے تھے۔ دو دروازے اب بھی موجود ہیں۔ جنوب والا دروازہ چلہ خانے گرا کر مسجد بنانے کے کام میں آیا اور بند ہوا ہے ان دو دروازوں کے اوپر ایک ایک بڑے کھڑکیاں ہیں۔ جن کو پنجروں سے آراستہ کئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کے پنجرے کو لہر دویا کہتے ہیں۔

برآمدوں میں کھڑکیاں

خانقاہ کے لان میں جہاں مشرقی اطراف میں بالکونیاں بیچ بیچ میں واقع ہیں۔ وہاں شمال اور جنوب کی دیواروں میں برآمدہ سے کھڑکیاں موجود ہیں۔ جن سے گزر کر پُر فضا ہوائیں داخل ہوتی ہے یہ چھوٹی کھڑکیاں بھی طیشہ سے کاٹ کاٹ کر بنائی گئی ہیں۔ ان کا طرز تعمیر پرانا ہے اور بغیر قبضہ کے چوکھٹ سے منسلک ہیں۔

چھت

چھتوں کو پھولکاری کر کے تختوں سے ڈھانپ دیئے گئے ہیں۔ جو لمبے اور چوڑے چھتوں کے اوپر نصب کردہ ہیں۔ لکڑی سڑنے سے بچانے کے لئے تختوں اور دیگر چھت کی لکڑیوں کے اوپر درخت خاص کر چھلکہ (کوروا) بچھا دیا گیا ہے۔ جن کے اوپر لکڑی کے چوڑے تختے اور مٹی کو ڈالا گیا ہے ان مصنوعات کی وجہ سے بارش کا پانی لکڑیوں تک پہنچنے نہیں پاتے اور یہ لکڑی اب تک سڑ کر گرنے سے محفوظ ہیں۔ یہ چھلکا کبھی سڑتا نہیں ہے۔

لی میک ''تالے''

چلہ خانوں کو پرانا طرز تالا ''لی میک'' لگائے ہوئے ہیں۔ جو اس وقت کی مسجد میں بھی لگا ہوا ہے۔

خانقاہ کا اندرونی منظر

خانقاہ میں داخلہ کے لئے اب تک دو دروازے موجود ہیں۔ خانقاہ کی چھت سات منقش ستونوں پر کھڑی ہے ہر ستون پر ''فلی'' اور ستونوں پر دو بیم آر پار بہت خوبصورت نقش و نگار کئے ہوئے ہیں۔ شمال اور جنوبی دیوار میں دو بہت بڑی کھڑکیاں ہیں۔ ان کھڑکیوں کی لمبائی دس فٹ نو انچ اور چوڑائی پانچ فٹ تین انچ ہیں۔ جن کے ساتھ دیواروں میں دو خوبصورتی کے الماریاں ہیں۔ اسی طرح مغربی دیوار میں بھی صحن کے دائیں بائیں دو آرائشی الماریاں ہیں۔ جن میں گی

ہوئی تمام لکڑیوں پر نقش و نگار بنائے ہوئے ہیں اور اندر کی طرف خوب صورت گل کاریاں اور نقش ونگار اسلامی طرز کے بنائے ہوئے ہیں۔

ممبر خانقاہ کا منظر

خانقاہ میں ایک ممبر موجود ہے جس کی لمبائی گیارہ فٹ چوڑائی نو فٹ چار انچ اور ممبر کی اندر گہرائی گیارہ فٹ ہے۔ ممبر کے اندر سے گول شکل شش پہلو بنایا ہوا ہے۔ جس کے اندر اور دائیں بائیں ایک ایک بڑا کھڑکی اس طرز سے بنائے گئے ہیں کہ ممبر کی شکل گول ہو جائے۔ ممبر کو گول بناتے ہوئے دو خوبصورت محرابیں دائیں بائیں بنائے گئے ہیں جن کے لئے لکڑی استعمال کی گئی ہے۔ استعمال شدہ ہر لکڑی مفت کی ہے۔

ممبر میں لکڑی کی ایک کرسی موجود ہے جہاں سے خطیب خطبہ دیتا ہے۔ یہ کرسی قدیمی نہیں بلکہ نئی بنائی ہوئی ہے۔ غالباً پہلے مٹی سے بنی ہوئی ممبر کرسی تھی۔ ممبر کے دائیں اور بائیں شمع دانوں کے لئے چبوترے ہیں۔ جہاں پر مقامی ساخت کے شمع دان ''ہرکونگ بو'' خانقاہ کو بوقت شب روشن کرتے اب بھی ایک ہرکونگ بو ایک چبوترہ موجود ہے۔

خانقاہ کی چھت

جیسا کہ لکھا گیا تھا کہ خانقاہ کی چھت سات مضبوط ستونوں پر موجود ہے۔ آر پار بڑی چھتوں پر سادہ تختے لگائے گئے ہیں۔ بیچوں اور خلیوں پر نقش کاری کی ہوئی ہے۔ تختوں کو سہارا دے کر اٹھا کر رکھنے کے لئے جو چھتیں باہم استعمال ہوئے ہیں وہ خانقاہ کے آر پار اور دو دو فٹ چوڑے ہیں۔

خانقاہ کا سائز

خانقاہ شمالاً جنوباً 33 فٹ اور مشرق تا مغرب 28 فٹ 6 انچ ہے۔ مغربی دیوار سے 34 فٹ کے فاصلے پر شمال اور جنوب میں دیوار میں کونہ قائم کر کے چھ فٹ شمال اور چھ فٹ جنوب میں آگے بڑھایا گیا ہے۔ جسے جنوب مشرق اور شمال مشرق میں ایک ایک خانہ جو کہ 6 فٹ ضرب سات فٹ 3 انچ بنایا گیا ہے۔ یہی دیواریں سیدھا مشرق میں جا کر برآمدے اور برآمدے میں موجود دو منزلہ برآمدے اور چلہ خانے بنانے کے کام آتے ہیں۔ یوں مجموعی طور پر خانقاہ کا مشرقی حصہ اس کے مغربی مسجد سے بڑا ہے۔ یہ اپنی طرح کی تعمیر باہر سے دیکھنے میں بہت خوبصورت نظر آتی ہے۔

چلہ خانے

خانقاہ کے اندر دائیں بائیں ایک ایک چلہ خانے 7.3 فٹ ضرب 7 فٹ، برآمدے میں اسی سائز کے شمال میں تین مغرب میں پانچ، اور کل دس چلہ خانے تھے۔ مگر اب ان میں سے دو منہدم کر کے مسجد بنائی جہاں ایک میں خوبانی عبدالرحیم اور دیگر چلہ خانے عبادت گزار معتکف حضرات کی راہ تک رہے ہیں۔ نہ جانے اب کوئی اللہ والا آئے اور پرانی یاد تازہ کرے۔

ستون ہائے

خانقاہ کے اندر بڑے بڑے ستون ہیں برآمدوں میں قدرے چھوٹے ستون ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر چوبکاری بڑی خوبصورت انداز میں کئے ہوئے ہیں۔ ستون پر کی گئی چوب کاری ماسوائے خانقاہ معلی بچین نیلو کے اور کہیں

نہیں دیکھی گئی۔

مشرقی برآمدہ دو منزلہ کی ایک ستون میں تین انچ ضرب تین انچ کا سوراخ کھود کر بطور ڈھکن لکڑی (پٹ) لگائی ہوئی تھی۔ جس میں شاید ضروری دستاویزات رکھے ہوئے تھے۔ عبدالرحیم کا گھر ساتھ ہی واقع ہے۔ اس نے کہا کہ اس نے اس میں دیکھا تھا۔ مگر کوئی چیز اندر موجود نہ تھی۔ چونکہ عرصہ دراز تک مسلک اور مسلک کے اعمال سے بیگانہ رہنے کی وجہ سے نہ صرف اس کے اندر موجود اشیاء بلکہ سب کچھ زمانے کے دستبرد کے ہاتھوں ناپید ہوا ہے۔

تہہ سٹور رتہہ مال خانہ

اندرونی لان کے بیچ میں درخت چنار کے شمال میں بیچ زمین کے نیچے ایک تہہ خانہ سٹور یا مال خانہ ہے۔ جو عام گزرے دنوں کے قاعدہ کے تحت یہاں بھی بنایا گیا تھا۔ عام قاعدہ یہ تھا کہ مسجد یا خانقاہ میں ایسے مال خانے ہوتے جہاں لوگ اپنی جمع پونجی خصوصاً غلہ رکھا کرتے تھے۔ شاید یہ مال خانہ بھی اسی غرض سے بنایا گیا تھا۔ عبدالرحیم اور قمبر علی کے مطابق انہوں نے دوران مرمت بھرائی کی ہے۔ اس کی ضرورت پرانے وقتوں میں تھی۔ جس وقت گھروں میں کوئی چیز رکھنے نہ دیتے تھے۔ چوری کا خطرہ رہتا تھا۔ مگر مسجد اور خانقاہوں سے چوری کی جرأت نہ کرتے تھے اور اگر ایسا کر بھی لیا تو وہ عذاب الٰہی میں مبتلا بھی ہو جاتا۔ اس لئے چور ڈرتے تھے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان دنوں میں مسجد اور خانقاہوں میں ہر وقت لوگوں کی آمد و رفت ہوتی۔ اس لئے چوری کا موقع نہ ملتا۔ مگر اب ایسا ممکن نہیں رہا اور یہ سب سے سنسان اور خلوت کی جگہ ہے۔

لکڑی استعمال شدہ

خانقاہ معلی چھورکاہ شگر کی تعمیر میں جو لکڑی استعمال ہوئی ہے وہ مقامی پیداوار ہیں۔ اخروٹ، بیر (سرسنگ)، شہتوت۔ سفیدہ اور خوبانی کی لکڑی استعمال کی گئی ہے۔ جہاں جہاں زیادہ وزن سہار لینا ہو وہاں وہاں بیر (سرسنگ) کی لکڑی استعمال کی گئی ہے۔ سارا خانقاہ کی دیواریں بہت چوڑی اور تھ ٹھہر سے تعمیر کیا گیا ہے یہی لکڑیاں چھت پر بھی استعمال ہوئی ہیں۔ سیمنٹ کا کوئی کام نہیں۔ تھ ٹھر کے بیچوں بیچ پتھر لگایا گیا ہے۔ چوکھٹیں اخروٹ اور ناشپاتی کی لکڑی سے بنے ہیں۔ جو دیکھنے میں بھلا لگتا ہے۔

آس پاس کی صورت حال

اتنی جتن اور خوبصورتی سے بنائی ہوئی خانقاہ اپنی عمر کی حدوں کے لحاظ سے اچھی حالت میں ہے مگر ہجرے وغیرہ بیچ بیچ سے شکستہ ہو گئے ہیں۔

بیرونی گیٹ کے اندر اور ہر دوست دائیں اور بائیں شکور ولد ابولو کے مویشی خانے بنے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ مویشی خانے مکانات سے پہلے بنے ہوئے تھے۔ مگر عقل سلیم یہ ماننے کے لئے تیار نہیں اور دیکھنے پر یہی محسوس ہوتا ہے کہ کوحل سے خانقاہ کی طرف صرف خانقاہ کی سرزمین ہوگی۔

مشرق میں کوحل کے بعد کھلے کھیت ہیں۔ جانب شمال مشرق مسجد مسلک اہل حدیث جدید طرز پر تعمیر کیا ہوا ہے۔ جہاں ساتھ ہی مدرسہ بھی ہے۔ کوحل کے ساتھ ساتھ

(باقی صفحہ نمبر 35 پر "عظمت رفتہ")

شاہ ہمدانؒ اور بلتستان میں اشاعت اسلام

تحریر: غلام حسن حسنو، ایم اے

جناب صاحب صدارت، مہمان خصوصی
اور سامعین ذی وقار۔۔۔ السلام علیکم!

آج کی اس تقریب سعید میں شاہ ہمدان اور بلتستان میں اشاعت اسلام کے موضوع پر اظہار خیال کی سعادت عطا کرنے پر میں انتظامیہ کمیٹی شاہ ہمدان کانفرنس کا مشکور و ممنون ہوں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شاہ ہمدان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

بلتستان (1) پر لکھنے والے تمام مؤرخین اور دانشوروں کا اتفاق ہے حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کشمیر اور بلتستان کے سب سے بڑے مبلغ اسلام ہیں (2) کیونکہ بلتستان عرصۂ دراز تک دنیا کی نظروں سے اوجھل رہا اس لئے برصغیر اور ایران میں لکھی جانے والی تاریخی کتابوں میں بلتستان سے متعلق بہت کم مواد ہے جبکہ بلتستان میں اشاعت اسلام سے متعلق ایک لفظ تک موجود نہیں البتہ شمالی علاقہ جات کے لکھنے والوں نے یہ ضرور لکھا کہ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بلتستان کے اولین مبلغ اسلام ہیں (3) لیکن اس کی کوئی تفصیل موجود نہیں۔

بادیٔ النظر میں یہ بات ناقابل قبول ہے کہ حضرت امیر کبیر ان علاقوں میں پہنچے؟ کہا جاتا ہے کہ آپ مشہور عالم درہ زوجی لا (4) کے راستے بلتستان آئے اور سلترو (5) سے براستہ سیاچن گلیشر (6) یارقند (7) چلے گئے دوسری بار مصطاغ لا (8) کے راستے برالدو (9) پہنچے یہ زوجی لا انڈیا کی سیاچن گلیشر اور مصطاغ درہ پاکستان کی خطرناک ترین گزرگاہیں ہیں آج بھی تمام سہولتوں اور حفاظتی سازوسامان کے باوجود سیاچن میں دونوں ملکوں کی فوجیوں کے لئے زیادہ ٹھہرنا ممکن نہیں (10) پھر حضرت میر سید علی ہمدانی ان علاقوں سے بخیریت کیسے گزرے؟ حالانکہ آپ کا کل سازوسامان فقط یہ تھے۔

ز کشمیر بہ تبت رسید آن ولی
بدستش عصا بود بر بر گلیم (11)

بات در اصل یہ ہے کہ آپ کا یہاں آنا اور یہاں سے باسلامت جانا ہی نہیں بلکہ یہاں اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوجانا بھی حیران کن ہے ہمیں معلوم ہے کہ آپ کی مادری زبان دری اور کبی زبان عربی تھی جس کا ثبوت آپ کی سو سے زائد وہ کتب و رسائل ہیں جنہیں اب تک میں جمع کرسکا ہوں کشمیری یا بلتی میں آپ نے

ایک لفظ نہیں لکھا پھر کشمیر کے کشمیریوں اور یہاں کی بلتیوں کو کس طرح دین اسلام سمجھایا؟ کیا آپ نے بلتی زبان میں انہیں سمجھایا؟ یا ان اَن پڑھ بلتیوں نے آپ کی عربی و فارسی گفتگو سمجھ لیا؟ بات دراصل:

یہ معما ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

مگر یہاں میں نے دو باتیں کرنی ہیں اول یہ کہ جو اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا ہے وہ اسی کا ہو جاتا ہے پھر اس میں الوہی طاقت آجاتی ہے اور وہ خدائی قوت و طاقت کے تابع ہوجاتا ہے چنانچہ وہ بقول مرشدِ رومی:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود (12)

کے تحت ان سے گفتگو کی، جسے انہوں نے سمجھ لیا اور قبول بھی کرلیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی سراپا اخلاص بن کر بات کرتا ہے تو وہ بات بقول مرید ہندی:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

ہدف کو جا لگتی ہے یہاں تبلیغ و اشاعت اسلام کے کلمات شاہ ہمدان کے دل سے ہی نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں اور اصطلاح صوفیہ میں سر، خفی، اخفی، غیب الغیوب سے نکلتی تھی اثر کیوں نہ کرتی؟ جہاں تک خطرناک جگہوں سے بحفاظت کامیاب و کامران نکل آنے کا تعلق ہے اس کے بارے ہم صرف اتنا کہتے ہیں کہ:

نورِ حق، شمعِ الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون؟
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون؟

بہرحال میرے نزدیک ان علاقوں کی تاریخ میں سب سے درخشان تاریخی واقعہ ان علاقوں میں اشاعت اسلام کا مبارک واقعہ ہے۔ اس لئے کہ اشاعت اسلام نے ان علاقوں کی کایا ہی پلٹ دی رو بہ زوال معاشرہ ایک دم ترقی و استحکام کی منزلیں طے کرنے لگا مکر و استدراج، سحر و جادو اور شکوک و اوہام میں صدیوں سے گرفتار انسان ایمان و یقین کے مناصب پر فائز ہوئے بدھ مت اور لاما ازم نے انسان کو شخصیت پرستی کی بندھن میں باندھ رکھا تھا وہ بندھن ٹوٹ گئی انسانی معاشرے پر صدیوں سے طاری جمود کا خاتمہ ہوا، کفر و شرک کی گھٹا ٹوپ اندھیرے چھٹ گئے اور نور اسلام کی روشنی سے سارا علاقہ جگمگا اٹھا یوں اشاعت اسلام کے ساتھ ہی سب کچھ بدل گیا اور اہل بلتستان کی قسمت خفتہ جاگ اٹھی گویا یہاں آپ کی آمد اس بات کی ببانگ دہل اعلان تھا کہ:

ان اندھیروں سے کہیں اپنا ٹھکانا کرلیں
ہم بڑے عزم سے بنیاد سحر رکھتے ہیں (13)

آپ نے نہ صرف بنیاد سحر رکھا بلکہ مختلف الوہی حکمت عملیوں کے ذریعے اس سحر کے سلسلے کو نصف النہار تک پہنچے اور اسے صدیوں تک برقرار رکھنے کا بھی اہتمام فرمایا اس لئے میں تے

اشاعت اسلام کے واقعات کی تفصیلات جاننے کے لئے تاریخ بلتستان لکھتے وقت جو در اصل بلتستان میں اشاعت اسلام کی ہی مفصل تاریخ ہے، مختلف کتابخانوں کو کھنگالا علماء و دانشوروں سے ملا اور معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی مگر کہیں سے مفصل معلومات نہیں مل سکیں یہ تو اللہ کا کرم ہوا کہ جامع مسجد چق چن کے سابق میر واعظ مولانا محمد ابراہیم مرحوم (14) و مغفور اور مولانا علی غربوچنگ۔ (15) مرحوم و مغفور سے کچھ قلمی مسودے دستیاب ہوئے جن میں نہ صرف شاہ ہمدان کے دورے کی مفصل تفصیلات موجود ہیں بلکہ حضرت میر سید محمد نوربخش اور میر شمس الدین عراقی کے دوروں کی تفاصیل بھی موجود ہیں ان تفصیلات کو آپ میری کتاب تاریخ بلتستان میں ملاحظہ فرمائیں مختصر یہ کہ سکردو خاص، گمبہ سکردو، کھچوں موجودہ حسین آباد، شگر خاص، برالدو، تھلے لا، تھلے، بلغار، کھرفق فونگ نق، کھرکو، سلینگ، کیچلو، براہ، چھوربٹ کواس، ٹیاقشی، طورتک، چولونگ، سلترو، پھڑاواتلس، کندوس، سیاچن، پرکوتہ، گرگل، دراس، یارقند وغیرہ میں اشاعت اسلام کے دوران پیش آنے والے مختلف واقعات موجود ہیں جن میں کچھ آپ کی کرامات اور کچھ روحانی کمالات ہیں ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ ان علاقوں کے سب سے بڑے اور سب سے کامیاب مبلغ اسلام ہیں آپ نے ہی ان علاقوں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی ہے لیکن آپ کی خدمات صرف اشاعت و تبلیغ اسلام تک محدود نہیں ہیں بے شک آپ نے کشمیر کے 37 ہزار ہندوؤں کو مسلمان بنایا بلتستان اور یارقند و کاشغر کے لاتعداد لوگوں کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا آپ نے انہیں مسلمان بنانے اور انہیں دین اسلام کی راہ دکھانے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ان کی تعلیم و تربیت اور تہذیب و ترقی کا بھی بھرپور اہتمام کیا آپ نے ان علاقوں میں اقامت کے دوران المودۃ القربیٰ لکھی اور ذخیرۃ الملوک کی تالیف کا سلسلہ جاری رکھا (16) اس طرح ان علاقوں میں تصنیف و تالیف کی بنیاد رکھی اور اہل علم کو تصنیف و تالیف کی طرف رہنمائی کی آج ساڑھے 6 صدیوں کے بعد تصنیف و تالیف کے میدان میں بلتستان اور اردگرد کے علاقوں (17) کا موازنہ کریں تو آپ کو صرف اور صرف بلتی اہل قلم نظر آئیں گے یہ اس مبارک اقدام کی برکت کا کرشمہ ہے جس کی بناء المودۃ القربیٰ اور ذخیرۃ الملوک کی تالیف کے ذریعے شاہ ہمدان نے ڈالی تھی۔ علاوہ ازیں شاہ ہمدان نے اپنے ہنرمند مریدوں کو یہاں کے مختلف علاقوں میں بسایا تاکہ وہ نہ صرف اسلام قبول کرنے والوں کی دینی رہنمائی کریں بلکہ نئی نسل کی تعلیم و تربیت کا فریضہ بھی سرانجام دیں لوگوں کو علوم و فنون اور ہنر سکھائیں تاکہ دوسروں پر بوجھ بننے کی بجائے اپنے

ہاتھ کی کمائی کھائیں اور اپنے اہل و عیال کو رزق حلال کھلائیں اور ساتھ ہی ایرانی وکشمیری صنعت و حرفت کو رواج دے کر بلتستان کی تہذیب و تمدن کو ترقی دیں۔

شاہ ہمدان نے جن مریدین باوفا کو یہاں رحل اقامت ڈالنے کی ہدایت کی تھی وہ مریدان با صفا آپ کی ہدایت پر لبیک کہتے ہوئے یہاں بس گئے ان کی اولاد اب تک "اخوند" کے نام سے موجود ہیں جس کا فارسی میں معنی استاد ہے چھ سو سال سے زیادہ عرصہ گزرجانے کے باوجود اب بھی علاقے کی امور دینیہ انہی کے سپرد ہیں اور وہی مختلف خاندانی ہنرمندی اور مہارتوں کے امین ہیں ان کا تعلق ایران کے شہر قزوین، لاہیجان، شیراز، اصفہان، ہمدان، مشہد مقدس، رے، سبزوار افغانستان کے شہر ہرات، غزنی، کابل، بدخشان اور سنٹرل ایشیاء کے قپچاق، ختلان اور کشمیر کے کشتوار، زانسکر، لار، جموں، رنی نگر، جہلم سے ہیں وہ نہ صرف امور دینیہ کو باحسن طریق سر انجام دیتے رہے ہیں بلکہ انہوں نے مختلف ہنرمندی اور مہارتیں مقامی لوگوں کو سکھایا جس کے نتیجے میں نہ صرف علاقہ نے خوب ترقی کی بلکہ اہل بلتستان نے اس ترقی یافتہ تہذیب و تمدن کو گلگت، ہنزہ، نگر، استور، لداخ اور چترال تک پہنچا کر ان علاقوں کو اپنا احسان مند بنایا(18) آپ اس نقطہ کو بھی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ بلتستان کی تہذیب و تمدن اردگرد کے تمام علاقوں کے مقابلے زیادہ ترقی یافتہ ہے کیوں نہ ہوں جس کی بنیاد ایک ولی کامل نے رکھی ہو، اس کا مدمقابل کون ہو سکتا ہے؟

الغرض حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی المعروف بہ شاہ ہمدان کے ان علاقوں پر بے حد احسانات ہیں کیونکہ بقول علامہ اقبال:

خطہ را آن شاہ دریا آستین
داد علم و صنعت و تہذیب و دین(19)

آپ نے علم و عرفان، تہذیب و تمدن، دین و ایمان، صنعت و حرفت، اخلاق و کردار اور وہ سب کچھ عطا فرمایا جن کی کسی ملک، علاقہ، معاشرہ اور فرد کو ضرورت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شاہ ہمدان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔آمین

ہر فیض کہ در سابقۂ ہر دو جہان است
در پیر ویٔ حضرت شاہ ہمدان است (20)

حواشی

1- اس وقت بلتستان دو اضلاع سکردو اور گنگچھے پر مشتمل ہے سکردو، خپلو، شگر، کھرمنگ اور روندو اس کی اہم وادیاں ہیں اس کا رقبہ 10,118 مربع میل اور 1998ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی 2,66,872 نفوس پر مشتمل ہے

2- بلتستان پر ایک نظر ص36 ،بلتی لوک گیت ص10 آئینہ بلتستان ص25 ، قراقرم ہندوکش ص203، خاور نامہ ص71 تاریخ بلتستان ص54,55 مطالعہ بلتستان ص58۔

3- دیکھیے حواشی نمبر 2 میں مذکور کتب۔

4- یہ درہ سری نگر لداخ ہائی وے پر واقع ہے یہ اس سڑک پر سب سے بلند اور پُرخطر جگہ ہے سونا مرگ اور دراس کے درمیان واقع ہے اس کے ایک طرف بلند و بالا گلیشروں پر مشتمل پہاڑ ہیں دوسری طرف دریائے کرگل دریا پار پاکستانی علاقہ مشہور عالم دیوسائی پلین ہے۔

5- یہ ضلع گنگچھے کے مشرق میں سب سے آخری موضع ہے جس کے مشرق میں انڈیا کا موضع نوبرا شمال میں سیاچن گلیشیر مغرب میں دسوم و پھڑاوا اور جنوب میں چھوربت واقع ہیں غالباً یہ پاکستان کی سب سے اونچی بستی ہے۔

6- یہ ضلع گنگچھے کے شمال مشرق میں تین میل لمبا اور 46 میل چوڑا گلیشیائی وادی ہے اس کا بہاؤ مغرب سے مشرق کی جانب ہے اس کے نچلے سرے پر گلیشیائی جھیل خمدان ہے یہی جھیل دریائے شیوک کا منبع ہے 1984ء میں بھارتی فوج نے اس پر قبضہ کیا تب سے یہ دونوں ملکوں کے درمیان محاذ جنگ بنا رہا اسے قطبین کے بعد برف کا سب سے بڑا میدان اور بلند ترین میدان جنگ کے اعزازات حاصل ہیں۔

7- یارقند اور کاشغر دونوں چینی ترکستان کے اہم شہر ہیں ان علاقوں میں اسلام عرب فاتح موسیٰ بن نصیر کے ذریعے پہنچا تاہم شیخ اسماعیل ساحلی نے اپنی کتاب تذکیرہ شاہ ہمدان میں حضرت امیر کبیر کے ہاتھوں اشاعت اسلام کے واقعات تذکیرہ شاہ ہمدان میں تفصیل سے لکھے ہیں۔

8- یہ دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی کے ٹو کے مغرب میں پاکستان اور چین کے درمیان واقع ایک درے کا نام ہے جو اب گلیشیائی تبدیلیوں کی وجہ سے ناقابل عبور ہے۔

9- یہ ضلع سکردو کے موضع شگر کا آخری گاؤں ہے یہاں دنیا کی بلند ترین چوٹیاں واقع ہیں موسم گرما میں یہاں دنیا بھر سے کوہ پیما اور مہم جو آتے ہیں۔

10- یہاں زیادہ ٹھہرنے سے کئی پیچیدہ امراض پیدا ہوتے ہیں جن میں ہاتھ پاؤں کے انگلیوں کا برف سے جل جانا، پھیپھڑے میں پانی بننا اور آکسیجن کی کمی کی وجہ سے بے چینی بڑھ جانا وغیرہ شامل ہیں 1984ء سے 2004ء تک پاکستان اور بھارت کے فوجیوں کو اس نے سخت نقصان پہنچایا۔

11- نور المومنین (ص 444) اس کتاب میں بلتستان میں شاہ ہمدان اور دوسرے بزرگوں کی آمد اور پیش آنے والے واقعات مندرج ہیں۔

12- مثنوی مولانا روم

13- خبر نامہ نوربخش

14- آپ نے دہلی میں تعلیم پائی تھی پہلے خانقاہ نوربخشیہ چھلو میں میر واعظ رہے پھر وفات تک جامع مسجد چق چن کے امام جمعہ رہے۔ 1980ء میں وفات پائی۔

(باقی صفحہ نمبر 48 پر "بلتستان میں اشاعت اسلام")

شاہ ہمدانؒ اور سیاحت

مقالہ نگار: محسن علی ساقی، ایم اے

وہ عظیم محسن جنہوں نے اپنی قوم، اپنے دین اور اپنی ملت کیلئے کارہائے نمایاں انجام دیے جو سراپا اخلاق، سراپا اخلاص، سراپا محبت اور سراپا عشق تھے، جنہوں نے قوم کی روح کو تازگی، ملت کی جسم کو تابندگی، مسلک کو پائندگی، دین کو درخشندگی اور اسلام کو روحانی بالیدگی بخشی یہ وہی پاکباز ہستیاں ہیں جن کے بارے میں برحق کہا ہے:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کا برہان

وہ ایک شخصیت جو کئی کئی دن کوہ و صحرا، دشت و دریا، بے آب و گیاہ چٹیل میدانوں میں رواں دواں رہی سیاحت عالم کے وہ علمبردار جو بغیر خورد و نوش کے کئی کئی دن سفر کرتے، کبھی پہاڑوں کی غاروں میں جنات کا سامنا، کبھی شیاطین سے ٹکراؤ اور کبھی غول بیابانی کا مقابلہ۔

وہ مبلغ اسلام جس نے چاردانگ عالم میں انقلاب بپا کردیے بادشاہوں کو گدائی کا لباس پہنایا اور مندروں کو مسجدوں میں بدل ڈالا جن کی بے لوث قربانیاں کشمیر، بلتستان اور اطراف و اکناف عالم میں مسلمانوں کی وحدت، اسلام کی بالادستی، قرآن و سنت کی حکمرانی، سیاحت عالم سے عالمی سطح پر امت مسلمہ کی عزت و وقار کی بحالی جس کے نتیجے میں بولہبی و یزیدی سیاست کا خاتمہ اور مصطفوی و حسینی سیاست و سیادت کا آغاز ہوا دنیا کی تمام تر استعماری اور طاغوتی طاقتیں اسلام کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہوگئیں۔

وہ شخصیت جنہوں نے معاشرے سے غیر اسلامی ثقافت، لادینیت، مادیت اور فحاشی و عریانی کو ختم کرکے اسلام کی اخلاقی، روحانی، سماجی، اور ثقافتی اقدار کے احیاء و فروغ اور تنفیذ و ترویج کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگائی اور غلبہ دین حق کی بحالی، امت مسلمہ کے احیاء و اتحاد کے لئے قرآن و سنت کے عظیم فکر پر مبنی اسلامی انقلاب کی ایسی عالمگیر جدو جہد کی جس نے ہر سطح پر باطل طاغوتی استحصال اور منافقانہ قوتوں کے اثر و نفوذ کا خاتمہ کردیا۔

وہ شخصیت جس نے بارہ سال کے مختصر عرصے میں تمام متداولہ علوم و فنون میں کمال حاصل کیا اور اس کے بعد شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت کے جملہ سلوک طے کئے اور سیاحت و سیاست کو اساس دین قرار دے دی ان کی خواہش تھی کہ امت کے عروق مردہ میں نئی زندگی پیدا ہو

اسلام کا اخلاقی و روحانی نظام دنیا میں برگ و بار پیدا کرے اور قرآنی تعلیمات کے ذریعے فکری و عملی انقلاب کی ایسی راہ ہموار کی جائے جس کے اثرات اَنمٹ ہوں اور اپنی پوری زندگی کو تبلیغ دین، سیاحت عالم اور انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا:

سید السادات سالار عجم

دست او معمار تقدیر امم

جن کی خداترسی، اسلام دوستی، محبت الٰہی، خلوص نیتی، دین نوازی، بے نفسی، سادگی و پاکیزگی، سچائی، شفقتِ انسانی اور قوت ایمانی نہ کبھی توصیف و تعریف کی محتاج رہی اور نہ تخت و تاج کی نہ حکومت و اقتدار کی نہ علم و نشان کی، نہ ہی ترویج و اشاعت کی بلاشبہ اور بلا مبالغہ انہی بابرکت مقدس اور برگزیدہ شخصیتوں میں ایک ممتاز اور بلند تر شخصیت رسول اکرم کا سفیر امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے جنہیں اس فانی دُنیا سے رُخصت ہوئے ساڑھی چھ صدیاں بیت گئی ہیں لیکن وہ آج بھی زندۂ جاوید ہیں اور صدیاں گزرنے کے باوجود اب بھی وہ زندہ لوگوں سے زیادہ نظر آتے ہیں۔

دُنیائے اسلام کے اس بطل جلیل اور عظیم سیاح جس نے عمر کے 73 برس میں تہذیب اسلامی کے ہمہ جہتی جلوے مختلف ملکوں اور وسیع و عریض خطوں میں دکھائے اور دین کے سچے فرزندوں کے نقوش زمین کے چپے چپے پر قائم کئے دیار کفر میں عشق مصطفویﷺ کی شمع روشن کرنے اور اسے ہر دل کی دھڑکن بنانے کے لئے سلطنت کی بجائے سیاحت کا عظیم منصب سنبھالا۔

امیر کبیر، رسول اللہ کا سفیر، شاہ ہمدان کی سیر و سیاحت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، بہت کچھ لکھا جا رہا ہے اور جب تک قمر ولایت چمکتا دمکتا رہے گا بہت کچھ لکھا جاتا رہے گا۔ مجھ جیسے ادنیٰ طالب علم کے پاس الفاظ ہیں نہ القاب، سعدی کی شوخی ہیں نہ خسرو کا درد، رومی کی ژرف نگاری ہے نہ اقبال کا ادائے دلبرانہ نہ انداز قلندرانہ، یہ سراپا نقص جناب شاہ ہمدان کی مدحت میں اگر زبان کھولے تو کیسے؟ جس نے انسانیت کو خلعت زیبا سے نوازا ایسے محبوب دلربا کی تعریف یہ دل باختہ قلم، اس جمال حقیقی کا بیان اور یہ کج مج زبان اس پیکر جود و سخا کی ثناء اور یہ شکستہ دل؟ بڑا کٹھن مرحلہ ہے لیکن اگر اس آئینۂ حق نما کی تعریف و تحسین نہ کریں تو کس کی کریں؟ اور اس سراپا زیبائی کا تذکرہ نہ ہو تو کس کا ہو؟ اللہ کے اس بزرگ ہستی کا گیت نہ گائیں تو کس کا گائیں؟ اگر قلم اس کی مدحت میں نغمہ سرا نہ ہو تو آخر وہ کیا کرے؟ عقل اگر اس کی عظمتوں کو خراج عقیدت پیش نہ کرے تو کس کی عقیدت کا دم بھرے؟ میں شاہ ہمدان کی سیاحت کے عظیم کارناموں کو برملا اظہار کر کے اپنے شوق ارادت

کو ابھارنے کی کوشش کروں گا۔

محترم صدر صاحب اور سامعین ذی وقار!

اولاً حضرت شاہ ہمدان کی سوانح عمری کو تین ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں زمانہ طفولیت و تحصیل علم اور تربیت روحانی کے اکتساب کا دور۔

دوم بلوغت و سیاحت عالم کا دور۔

سوم کشمیر و بلتستان میں رشد و ہدایت اور بلاد دیگر میں تبلیغ و ارشاد کا دور۔

کیونکہ میرا موضوع حضرت شاہ ہمدان اور سیاحت ہے انشاء اللہ العزیز میں اس منتخبہ موضوع پر چند جملے گوش گزار کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

730ھ میں آپ کی عمر 24 سال سے زائد نہ تھی جناب رسالت مآب ﷺ نے اشارۂ غیبی اور مکاشفۂ لاریبی کے تحت حضرت شاہ ہمدان کو سیر و سیاحت اور تبلیغ اسلام کا حکم فرمایا آپ مرشد کامل حضرت شیخ محمود مزدقانی کے فرمان ظاہری اور سرکار دوعالم کے ارشاد باطنی کی تعمیل میں سیاحت عالم پر گامزن ہوئے بزرگان دین اور مشائخ سے کمال و فضائل اور اسرار و رموز اخذ و اکتساب کے لئے وطن، اعزہ، اقارب، اصحاب احباب سے دور ہزاروں میلوں کے فاصلے پر مفارقت اختیار کی اور پورے اکیس سال سیر و سیاحت کرتے رہے اولیاء، صلحاء اور عرفاء کی صحبت اختیار کر کے ہر سمندر سے قطرہ قطرہ حاصل کر کے خود بحر بے کراں بن گئے ہر جگہ تبلیغ اسلام اعلائے کلمۃ الحق میں منہمک رہے اس سیاحت کے دوران بارہ مرتبہ پیدل حج و روضہ رسول ﷺ کی حاضری، بیت المقدس کی زیارت، دیار روم کا دورہ، اصحاب کہف کی زیارت، ایران میں امام رضا کے روضہ کی زیارت، فرنگستان میں عیسائیوں کو مشرف باسلام کرنا اور کشمیر و بلتستان سے پانچ باطل مذاہب کو مٹا کر دین حق کی ترویج و اشاعت کا سہرا آپ کے سر ہے۔

حضرت شاہ ہمدان نے جن ملکوں کی سیاحت کی ان میں مزدقان، بلخ، ختلان، بدخشان، ختا، یزد، بغداد، حجاز، روم، ترکی، سراندیب، ماوراء النہر، کشمیر، بلتستان، کاشغر، ختن، لداخ شامل ہیں تین بار ربع مسکون کی سیاحت کا اعزاز حاصل کرکے تاریخ سیاحت میں ایک سنہرے باب کا اضافہ کیا پہلی مرتبہ شہر بہ شہر دوسری مرتبہ گاؤں بہ گاؤں اور تیسری بار گھر گھر کی۔ اس سیاحت میں اولیائے کبار میں سے 33 بزرگوں نے آپ کو خط ارشاد لکھ کر دیا اور 37 ہزار غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا۔

نور الدین جعفر بدخشی کے بقول بعض اولیاء جنہیں اخیار کہتے ہیں وہ تعداد میں سات ہوتے ہیں انہیں سیاح بھی کہتے ہیں جب وہ کمال معرفت حاصل کرتے ہیں تو دنیا میں سیاحت پر مامور کئے جاتے ہیں تاکہ دنیا میں عباد و طلاب کی وہ رہنمائی کریں اور حضرت شاہ ہمدان سیاحت مطلقہ کے اکابر

میں سے تھے آپ مسافر مقیم اور مقیم مسافر ہیں چنانچہ پوری زندگی سیاحت میں گزاری اور اس طویل سیاحت میں چارسو اولیائے کاملین سے ملاقاتیں کیں۔

کشمیر کی سیاحت

آپ چار بار بالترتیب 1342، 1372، 1384اور 1386، میں کشمیر تشریف لائے حضرت شاہ ہمدان کی تشریف آوری سے قبل کشمیر صرف اسلام سے متعارف تھا لیکن لوگوں کے دلوں میں عقیدۂ توحید ابھی راسخ نہ تھا اور کشمیری ہنوز حقیقت ایمانی اور اسلام سے ناآشنا تھے مسلمان بُت خانوں میں جاتے اور ہندوانہ رسومات میں شریک ہوتے تھے حاکم غیر اسلامی لباس پہنتے تھے اور غیر شرعی امور پر کاربند تھے حضرت شاہ ہمدان نے کشمیر میں وحدانیت و حقانیت کا درس کامل دیا اور معرفت الٰہی کی تجلیوں سے دلوں کو جلا بخشی آپ کی سیاحت عظمیٰ کا اثر یہ ہوا کہ وادیٔ کشمیر لا الہ الا اللہ کی فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی عرصہ تک کشمیر میں اقامت اور بار بار کے دوروں کے نتیجے میں وادی سے بدعتوں اور غیراسلامی رسموں کا قلع قمع کردیا بے شمار لوگوں کو دائرہ اسلام میں لائے مندروں کی جگہ مسجدیں اور خانقاہیں انہی لوگوں سے تعمیر کروائیں جو بدعت پرستی کے زمانے میں ان مندروں میں مورتیوں کی پوجا کرتے تھے بھون کے مندر کو گروا کر اس کی جگہ مسجد تعمیر کروائی 783میں تبت و ترکستان کی سیاحت کی غرض سے روانہ ہوئے 785 میں آپ نے پھر کشمیر کو قدم رنجائی سے رونق بخشی سنت رسول ﷺ کے قوانین کو ترویج دی ہر شخص کو احکام شریعت کی پابندی کرنے کی ترغیب دی اسلامی رسموں کو اس ملک میں جاری کیا اور اوراد فتحیہ بآواز بلند پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

بلتستان سیاحت اور اس کے اثرات

امیر کبیر حضرت شاہ ہمدان اہالیان کشمیر کے ہی محسن نہیں بلکہ اہل بلتستان کے بھی محسن ہیں بلتستان میں بھی نعرہ اللہ اکبر بلند کرنے کا سہرا آپ کی کاوشوں کے سر ہے یہ علاقہ آپ کی مساعیٔ جمیلہ سے نور اسلام سے جگمگا اٹھا بلتستان کی دو بار سیاحت اور تبلیغی دورہ تاریخ اسلام کا عظیم شہکار ثابت ہوتا ہے بلتستان آمد کے متعدد تاریخی شواہد ملتے ہیں سلسلۃ الذہب کے مشہور بزرگ حضرت میر نجم الدین ثاقب رقمطراز ہیں:

بعد مقیم خان شاہ سلیگ زہجرت دو میم و یک ذال و جیم
طلوع کرد خورشید اسلام ہمین علی ثانی آمد زفضل کریم
ز کشمیر بہ تبت رسید آن ولی بدستش عصا بود بر کر جیم

اب میں بتوفیق ایزدی بلتستان میں شاہ ہمدان کی سیاحت کی تفصیل میں جانے کی بجائے اس سیاحت کے شاندار اثرات پر روشنی ڈالتا ہوں آپ نے بلتستان میں متعدد یادگاریں چھوڑی ہیں آپ کی بہت سے آثار موجود ہیں جن میں سے چند کا ذکر کر رہا ہوں۔

سیاحت کا دینی آثار

آپ کی اہم ترین یادگار اور اثر دین اسلام ہے آپ نے بلتستان سے بدمت اور بون چھوس کو مٹا کر دین اسلام کو شدید عقیدت کے ساتھ قبول کروایا کہ اس دین مستقیم کے سوا تمام دوسرے ادیان کیلئے یہاں کوئی گنجائش نہ رہی الحمد للہ! بلتستان کی سو فیصد آبادی مسلمان ہے اور یہاں اب تک ہزاروں کوششوں اور اربوں کی سرمایہ کاری کے باوجود کسی غیر اسلامی مذہب کو اب تک یہاں سر ابھارنے کی جگہ نہیں ملی مستقبل میں بھی انہیں منہ کی کھانا ہی پڑے گی۔

سیاحت کا روحانی آثار

بلتستان میں شاہ ہمدان کی روحانی یادگار اور اثر مسلک نوربخشیہ ہے جو شاہ ہمدان کے نامور مرید، داماد اور خلیفہ خواجہ اسحاق ختلانی کے مرید اور خلیفہ حضرت میر سید محمد نوربخش جس کے موسس ہیں تصوف کا یہ مسلک میر سید علی ہمدانی کی تعلیمات پہ کاربند ہے اصول و فروع میں ان کی پیروی کرتے ہیں اس لئے ہم بجا طور پر شاہ ہمدان کا روحانی وارث کہ سکتے ہیں۔

سیاحت کا علمی آثار

شاہ ہمدان نے اپنی دو اہم ترین کتابیں ذخیرۃ الملوک اور مودۃ القربیٰ بلتستان کی سیاحت کے دوران تصنیف فرمائی اس طرح بلتستان کے لئے باعث صد افتخار ہے کہ اسلام کے موضوع پر آپ کی اہم ترین کتابیں یہاں تصنیف ہوئیں آج بلتستان میں آپ کی کتابوں اور رسالوں کے سینکڑوں قلمی نسخے محفوظ ہیں۔

سیاحت کا تاریخی آثار

بلتستان کی سیاحت کے دوران متعدد مقامات پر مساجد تعمیر کیں اور بلتستان بھر میں انہیں مقامی بولی میں حضرت امیری مسجد یعنی مسجد حضرت امیر کہتے ہیں ان مساجد کا شمار بلتستان کے قدیم ترین آثار قدیمہ میں ہوتے ہیں اسی طرح بہت سے مقامات آپ سے منسوب ہیں جہاں آپ پہنچے اور وہیں کوئی اہم واقعہ پیش آیا یا کسی کرامت کا ظہور ہوا۔

سیاحت کا تہذیبی آثار

بلتستان میں آپ نے تہذیب و تمدن کے گونا گون ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں بلتیوں کی بود و باش کے سادہ طریقے، آداب مجلس، زبان، ادب، اخلاق، آداب معاشرت حتی کہ ہر شعبہ کو نہ صرف آپ نے متاثر کیا بلکہ انہیں بدل کر رکھ دیا بلتی لوگوں کی رحمدلی، امن پسندی، اخلاق و مروت آپ کے تعلیمات کی بہترین یادگاریں ہیں اس کے علاوہ لسانی، ادبی اور ثقافتی آثار بھی چھوڑے ہیں۔

سیاحت کا تحفۂ خاص اورادِ فتحیہ

حضرت شاہ ہمدان خود فرماتے ہیں جب میں

(باقی صفحہ نمبر 48 پر "سیاحت")

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے بھی بابو علی حسن چھوربٹی کے بعض اُن سوالات کے جوابات شائع کئے گئے ہیں جو بہت پہلے موصول ہوئے تھے اور کاغذات میں کھو چکے تھے۔ اب وہ مل چکے ہیں لہٰذا ترجیحی بنیاد پر اُن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اے۔ کے۔ ایس ضلع گانچھے کے تین سوالات کے جوابات بھی شائع کئے گئے ہیں۔ سوالات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر 1: تارک صلوٰۃ کے جوٹھے سے پرہیز کرتے ہوئے اس کے لئے کھانے کا برتن الگ رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال نمبر 2: کیا حج اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے داماد ساس کا محرم بن سکتا ہے؟

سوال نمبر 3: دوران حج عورت کو ماہواری کا سامنا ہو تو کیا کرے؟

سوال نمبر 4: کیا فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے بعد نوافل اور فوت شدہ نمازوں کی قضا بجالانا جائز ہے؟

سوال نمبر 5: میاں بیوی کا ایک دوسرے کے مخصوص اعضاء کو دیکھنا کیسا ہے؟

سوال نمبر 6: کیا شادی سے قبل آدمی اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھ سکتا ہے؟

سوال نمبر 7: ماہواری کی حالت میں قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر زبانی طور پر آیات قرآنی کی تلاوت کی جاسکتی ہے؟

(سائل بابو حسن مذکور چھوربٹی بونچی)

سوال نمبر 8: کیا وضو کر چکنے کے بعد گیلے ہاتھ کو سر پر پھیرنا جائز ہے؟

سوال نمبر 9: غسل واجب ہونے پر اُس وقت تیمم کرنا پڑا۔ اس کے بعد پھر غسل واجب ہوا۔ اب کیا دو غسل واجب ہوں گے یا ایک غسل؟

(سائل اے۔ کے۔ ایس مذکور ضلع گانچھے)

جوابات

جواب نمبر 1: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

تارک صلوٰۃ اگرچہ فاسق ہے تاہم اس کے جوٹھے سے پرہیز کرنا شرعاً ضروری نہیں۔ لہٰذا برتن الگ رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب نمبر 2: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

داماد اپنی ساس کے لئے شرعاً محرم بن سکتا ہے۔

جواب نمبر 3: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

ایسی صورت حال درپیش ہو تو طواف اور سعی کے احکام کو مؤخر کر کے دیگر احکام حج کی بجا آوری کی جائے۔ طواف اور سعی کو پاک ہونے پر بجالائے۔

(باقی صفحہ نمبر 48 پر "آپ کے مسائل، اور ان کا حل")

پاکستان کی تاریخ کا شدید ترین زلزلہ

جی۔ ایچ معروفی

8 اکتوبر 2005ء کو آنے والا زلزلہ پاکستان کی تاریخ کا شدید ترین زلزلہ تھا۔ جس میں ایک لاکھ سے زائد افراد جاں بحق اور ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ زخمی ہوئے جس کے نتیجہ میں لاکھوں خاندان بے گھر ہو چکے ہیں اور یہ متاثرین خیموں اور ریلیف کیمپوں میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں سکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والے طلباء کی کثیر تعداد جاں بحق ہوئے باقی ماندہ طلباء خیموں میں زیر تعلیم ہیں اس زلزلہ کی شدت ریکٹر سکیل پر 7.6 اور دورانیہ 2 منٹ تھا۔ اس کے بعد دن بھر میں زلزلے کے جھٹکے آتے رہے۔ تادم تحریر 1266 زلزلہ کے جھٹکے آچکے ہیں تاہم ان کی شدت ریکٹر سکیل پر 6.3 سے کم بتائی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ تباہی آزاد کشمیر، صوبہ سرحد اور شمالی علاقہ جات میں ہوئی۔ اس زلزلہ میں کشمیر کے ضلع باغ، مظفر آباد اور سرحد کے بالا کوٹ کے علاقے ملیہ میٹ ہو گئے۔ اس زلزلہ سے تین ممالک کے دارالحکومت لرز کر رہ گئے۔ اسلام آباد کے علاوہ دہلی اور کابل کی عمارتوں کو بھی نقصان پہنچا لیکن اسلام آباد زلزلہ کے مرکز کے انتہائی قریب ہونے کی وجہ سے زیادہ متاثر ہوا جہاں ایک گیارہ منزلہ رہائشی پلازہ مارگلہ ٹاور گرنے کی وجہ سے 150 سے زیادہ افراد موت کے منہ میں چلے گئے اور سینکڑوں افراد شدید زخمی ہو گئے۔ حالیہ زلزلے میں پاک فوج کے 200 جوان اور 16 افسر بھی شہید ہو گئے تاہم خوش قسمتی سے NLI کا ایک جوان بھی ہلاک یا زخمی نہیں ہوئے۔ مظفر آباد آزاد کشمیر کے سیاں گاؤں میں موجود مسجد صوفیہ نوربخشیہ بھی اس زلزلہ میں شہید ہوئے تاہم نوربخشی آبادی خوش قسمتی سے محفوظ رہے لیکن مظفر آباد کے ہسپتال میں زیر علاج ایک نوربخشی بزرگ جو کہ معروف شخصیت کاظم صاحب کا والد تھا زلزلہ میں ہسپتال کی چھت گرنے کی وجہ سے جاں بحق ہوئے تاہم کاظم صاحب جو کہ والد صاحب کی عیادت کے لئے اُن کے پاس موجود تھے پلنگ کے نیچے آنے کی وجہ سے معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ زلزلے کی شدت سے کوئی نہیں مرا مگر عمارتیں اور پہاڑی تودے گرنے کی وجہ سے لاکھوں انسان جاں بحق ہوئے اور زخمی ہوئے ہیں اور کئی لاکھ افراد متاثر ہوئے ہیں۔ اس زلزلے میں سینکڑوں عورتیں اور بچے زلزلے کی آفٹر شاکس کی وجہ سے قوت گویائی سے محروم ہو گئے ہیں یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ زلزلہ سے کوئی بھی شخص مرگی کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا جبکہ اب تک بزرگوں سے یہی سنتے آئے ہیں کہ مرگی کی بیماری زلزلے میں گرنے کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ حکماء اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ بیماری دماغ کی بعض شریانوں میں خلل پڑنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

زلزلہ سے 57 لاکھ آبادی متاثر اور لاکھوں افراد ہلاک ہو گئے۔ 203579 مکانات تباہ، 25 لاکھ افراد بے گھر ہو گئے۔ تعمیر نو کے لئے ڈونر ایجنسیز کی جانب سے 5.2 بلین ڈالر سے زیادہ رقم ملنے کی نوید سنائی ہے۔

زلزلے کے بعد انسانی ہمدردی کا جو جذبہ دیکھنے میں آیا اُس کی مثال نہیں ملتی۔ اس قدرتی آفت میں جہاں عالم اسلام نے جانی، مالی اور اخلاقی ہمدردی کی ہے وہاں غیر مسلموں نے بھی دل کھول کر جانی و مالی تعاون کیا ہے۔ صدر مملکت نے کم وقت میں اتنے بڑے سانحہ کی بحالی پر فوج، NGO's اور بیرون ملک حکومتوں کی تعریف کی۔ تادم تحریر بیرون ممالک سے چھ ہزار ٹن سامان اور اربوں ڈالر امداد کی شکل میں پہنچ چکی ہے۔ اب تک 80 ارب سے زیادہ رقم متاثرین میں تقسیم ہو چکی ہے اور متاثرین کی تعمیر نو کے کاموں کے لئے 5.2 ارب ڈالر کی مزید ضرورت ہو گی۔ اس سانحہ میں ہر نسل، قوم، مذہب اور ہر ملک یہاں تک کہ یہود اور نصاریٰ نے بھی اربوں ڈالر محض انسانی ہمدردی کی خاطر عطیہ کی شکل میں دی ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اتنے بڑے سانحہ پر بھی بعض مفاد پرست عناصر اور بدنیت لوگوں نے افسوس تک نہیں کیا بلکہ یہ کہتے ہوئے دیکھا گیا ہے کہ یہ زلزلہ ان علاقوں کے رہنے والوں کے اعمال کی وجہ سے ہوا ہے حالانکہ قدرتی آفات کے موقع پر انسانی اقدار کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے جسے نظر انداز کرنا اسلامی تعلیمات سے نابلد ہونے کا ثبوت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاس**۔ یعنی انسانوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

جہاں تک زلزلہ کے اسباب کا تعلق ہے اس سلسلے میں سائنسدانوں اور دینی عقیدت مندوں میں فرق پایا جاتا ہے دعوات صوفیہ میں زلزلہ کے یہ چار اسباب بتائے گئے ہیں۔

1- زمین پر بسنے والوں کے گناہوں کی پاداش میں زلزلہ ہوتا ہے اس وقت مشیت الٰہی سے زمین جنبش میں آجاتی ہے۔

2- یلہوت نامی ایک بڑا بیل سینگ پر زمین کو اٹھائے ہوئے ہے جب وہ ایک سینگ سے دوسرے سینگ پر زمین کو اٹھاتا ہے تو اُس وقت منتقلی کی مختلف کیفیتوں کی وجہ سے زمین کے بعض حصوں میں (آفٹر شاکس) جھٹکا محسوس ہوتا ہے۔

3- دوزخ سے بخارات اُٹھتے ہیں جب آسمان تک رسائی پا جاتے ہیں تو اُس وقت زمین کے بعض حصوں میں اُس کی بے قراری زلزلے کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔

4- اس عالم آب و گل کے نیچے ایک فرشتہ متعین ہے اللہ پاک کے حکم کے تحت زمین کو جب اُس کی رگوں سے پکڑ لیتا ہے اور زمین کا جو حصہ زیادہ متاثر ہوتا ہے اس میں زلزلہ آتا ہے۔

پاکستان میں زلزلوں کی تاریخ

پاکستان میں زلزلوں کی تاریخ کے چوبیں بڑے بھونچال آئے ہیں ان میں سے صرف ایک بلوچستان میں آیا ہے۔ جو 1935ء میں کوئٹہ میں آنے والے زلزلہ تھا جس سے یہ شہر مکمل طور پر تباہ ہو گیا تھا۔ پاکستان میں زیادہ زلزلے شمال اور مغرب کے علاقوں میں آتے ہیں جہاں زمین کی سطح کے نیچے موجود غیر یکساں تہیں یعنی انڈین ٹیکٹونک پلیٹ ایرانی اور افغانی یوریشین ٹیکٹونک پلیٹوں کے ساتھ ملتی ہے۔ زیر زمین

تو جسے انڈین پلیٹ کہا جاتا ہے بھارت، پاکستان اور نیپال کے نیچے سے گزرتی ہے۔ انڈین پلیٹ اور یوریشین پلیٹ کے ٹکراؤ کے نتیجہ میں ہی ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے وجود میں آئے تھے۔ پاکستان میں جن علاقوں میں زلزلہ آنے کا سب سے زیادہ امکان ہے وہ کوئٹہ سے افغانستان کی سرحد تک پھیلا ہوا علاقہ اور مکران کے ساحل کا علاقہ ہے جو ایران سرحد تک پھیلا ہوا ہے۔ دوسرے کوہ ہندوکش سے نکلنے والے زلزلے شمالی علاقہ جات اور صوبہ سرحد کو متاثر کرتے ہیں۔ امریکی جیولوجیکل سروے کے مطابق ہفتہ 8 اکتوبر کے روز کا زلزلہ اسلام آباد سے پچانوے کلومیٹر دور کشمیر میں زمین میں صرف دس کلومیٹر گہرائی میں پیدا ہوا اور انڈین پلیٹ کو دھکیلنے کے باعث اچھال پیدا ہونے سے پیدا ہوا۔

کشمیر کے علاقہ میں اس دفعہ زلزلہ کا جو مرکز بنا ہے یہاں پر محکمہ موسمیات کے مطابق چھوٹے چھوٹے زلزلے تو آتے رہتے ہیں جنہیں محسوس نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کی شدت ریکٹر اسکیل پر تقریباً چار ہوتی تھی تاہم اس بار اس کی شدت سات سے زیادہ تھی۔ اس سے پہلے 2002ء اور 1981ء میں کشمیر کے علاقہ میں زلزلے آئے تھے۔ پاکستان کے علاقہ میں اس صدی کا سب سے بڑا زلزلہ 23 مئی 1945ء میں کوئٹہ میں آیا تھا جس میں تیس ہزار افراد ہلاک ہوئے تھے اور کوئٹہ شہر تباہ ہو گیا تھا۔ اس کی شدت ریکٹر اسکیل پر 8,1 تھی۔ موجودہ زلزلہ سے پہلے 20 نومبر 2002ء کو گلگت کے علاقہ میں زلزلہ آیا تھا جس سے گلگت میں تیئس افراد ہلاک ہوئے تھے۔ گلگت اور استور میں لینڈ سلائڈنگ سے 15 ہزار لوگ بے گھر ہو گئے تھے۔ 3 نومبر 2002ء میں گلگت اور استور کے علاقہ میں آنے والا زلزلہ پشاور، اسلام آباد اور سری نگر تک محسوس کیا گیا تھا جس سے شاہراہ قراقرم بند ہو گئی تھی۔ اس سے سترہ افراد ہلاک اور پینسٹھ زخمی ہو گئے تھے۔ جبکہ ہزاروں لوگ بے گھر ہوئے تھے۔ یکم نومبر 2002ء میں استور اور گلگت کے علاقے میں ایک زلزلے سے ایک شخص ہلاک ہو گیا تھا اور شاہ قراقرم بند ہو گئی تھی۔ 26 جنوری 2001ء کو بھارت کے صوبہ گجرات میں جنم لینے والے زلزلہ سے جنوبی پاکستان کے کچھ کے علاقہ میں بیس افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ 27 فروری 1997ء میں بلوچستان میں ہرنائی کے مقام پر ایک بڑی شدت کا زلزلہ آیا جس سے کوئٹہ، ہرنائی اور سبی میں لینڈ سلائڈ سے پچاس افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ یہ زلزلہ وسطی بلوچستام میں محسوس کیا گیا تھا۔ 9 اگست 1993ء کو کوہ ہندوکش سے جنم لینے والے ایک بڑے زلزلہ نے وسطی ایشیا سے ملتان تک کے علاقہ کو متاثر کیا لیکن اس کا مرکز بہت گہرائی میں تھا جس وجہ سے زندگی زیادہ متاثر نہیں ہوئی۔

31 جنوری 1991ء کو کوہ ہندوکش میں زلزلہ آنے سے افغانستان میں ننگر ہار اور بدخشاں کے علاقوں میں دو سو سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے تھے جبکہ پاکستان کے شمالی علاقوں خصوصاً چترال میں تین سو سے زیادہ ہلاکتیں ہوئیں۔

29 جولائی 1985ء کو کوہ ہندوکش ہی میں ایک بڑا زلزلہ (ریکٹر اسکیل پر 7.1) آیا جس سے سوات اور چترال کے ضلعوں میں پانچ افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ یہ زلزلہ پنجاب میں بھی محسوس کیا گیا تھا۔ 30 دسمبر 1983ء کو کوہ ہندوکش میں ایک بڑا زلزلہ سے شمالی پاکستان میں چودہ افراد ہلاک ہوئے۔ 12 ستمبر 1981ء کو گلگت میں آنے والے ایک

بڑے زلزلہ سے دو سے زیادہ افراد ہلاک اور ڈھائی ہزار سے زیادہ لوگ زخمی ہو گئے تھے۔ 27 نومبر 1945ء کو بلوچستان کے ساحل مکران میں جنم لینے والے ایک بڑے زلزلہ سے دو ہزار لوگ ہلاک ہوئے تھے اور سونامی پیدا ہوئی تھی جس نے ممبئی کو بھی متاثر کیا تھا۔ 21 نومبر 1935ء کو کوئٹہ میں جنم لینے والے زلزلہ سے تیس ہزار سے ساٹھ ہزار لوگ ہلاک ہوئے تھے اور کوئٹہ شہر تقریباً مکمل طور پر تباہ ہو گیا تھا۔ یہ زلزلہ بہت کم گہرائی میں پیدا ہوا تھا اس لئے اس سے اتنی تباہی ہوئی۔ 1827ء اور 1931ء کے درمیان بلوچستان کے مختلف علاقوں میں نو مختلف زلزلے آئے۔ 26 ستمبر 1827ء کو لاہور کے قریب زلزلہ کا مرکز بنا جس سے ایک ہزار سے زیادہ لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ 16 جون 1819ء کو جنوبی پنجاب اور بھارت کے علاقہ کچھ میں آنے والے زلزلہ سے بتیس ہزار افراد ہلاک ہوئے تھے اور جنوبی پنجاب کے درجنوں قصبے اور دیہات تباہ ہو گئے تھے۔ یہاں پر نوے کلو میٹر تک زمین کی پٹی زلزلہ کی شدت سے سطح سے چار فٹ بلند ہو گئی تھی۔ یہ زلزلہ اللہ بند نامی فالٹ لائن (دو غیر مساوی زمین کی زیریں تہوں کے ملنے کا مقام) سے پیدا ہوا تھا۔ اسی فالٹ لائن سے کسی زمانے میں بھنور شہر تباہ ہوا تھا۔

پاکستان میں آنے والے زلزلے

پاکستان سمیت برصغیر کے بہت سے ممالک کے مقدر میں زلزلے لکھ دیئے گئے ہیں۔ ہزاروں سال پہلے بھی یہاں زمین کا نقشہ مختلف تھا۔

امریکی جیالوجیکل ڈیپارٹمنٹ نے ایک سروے میں انکشاف کیا ہے کہ پاکستان کے شمالی علاقوں اور اس کے ملحقہ افغان اور بھارتی علاقوں میں زلزلوں کی وجہ سے زمین 40 ملی میٹر (1.6 انچ) سالانہ کی شرح سے شمال کی جانب کھسک رہی ہے جس سے اس کا یوریشائی خطے سے ٹکرانا ناگزیر ہوتا جا رہا ہے۔ امریکی جیالوجیکل سروے میں بتایا گیا ہے کہ زمین کا یوں کھسکنا اور ٹکراؤ پہاڑی سلسلوں ہمالیہ، قراقرم، پامیر اور کوہ ہندوکش کی موجودگی کی وجہ سے شدت اختیار کر رہا ہے۔ بھارتی ملحقہ شمال کی جانب حرکت کے باعث یوریشائی خطہ کو نیچے کی طرف دبا رہا ہے۔

یہ زلزلے دراصل زمین میں نمایاں کسی دراڑ کی اچانک حرکت سے وجود میں آتے ہیں۔ ارضیاتی اصطلاح میں یہ دراڑ فالٹ کہلاتی ہے۔ ساختی لحاظ سے پاکستان میں کئی نمایاں قسم کے فالٹ موجود ہیں۔ ہمارے یہاں پاکستان میں بیشتر زلزلے شمال اور مغربی علاقوں میں زیادہ آتے ہیں، کیوں کہ ان علاقوں میں یہ فالٹ زیادہ سرگرم ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حصے میں زمین کے دو بڑے بڑے ٹکڑے انڈین پلیٹ اور یوریشین پلیٹ سرگرم ہیں۔ انڈین پلیٹ 40 ملی میٹر فی سال یا 1.6 انچ فی سال کی رفتار سے شمال کی جانب یوریشن پلیٹ سے ٹکرا رہی ہے، اسی ٹکراؤ کے نتیجے میں دُنیا کی بڑی بڑی پہاڑی چوٹیاں ہمالیہ، قراقرم، پامیر اور ہندوکش وجود میں آئیں۔ اس مرتبہ انڈین پلیٹ، جو شمال کی جانب حرکت کر رہی ہے، یوریشن پلیٹ کے نیچے گھس گئی اور اسے دھکیلا جس سے 7.6 شدت کا زلزلہ آیا۔ زلزلوں کو ان کی شدت کے حساب سے مختلف نمبر دیئے جاتے ہیں۔ 5 تک کی شدت کے زلزلے تقریباً بے ضرر تصور کئے جاتے ہیں

(باقی صفحہ نمبر ۲ پر "زلزلے")

دنیا تصوف کی خبریں

شیر علی تھلوی

تعلیمی سیمینار بعنوان
''کراچی میں مقیم بلتی طلباء کے تعلیمی مسائل''

مورخہ 6 اکتوبر 2005ء کو ''الزہرا ویلفیئر فاونڈیشن'' کے زیر اہتمام ایک تعلیمی سیمینار بعنوان ''کراچی میں مقیم بلتی طلباء کے لئے تعلیمی مسائل'' فاونڈیشن کے بانی جناب خان محمد سکرچن کی صدارت میں مسلم ٹاون کراچی میں منعقد ہوا۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت طالب علم محمد احسان نے حاصل کی جبکہ محمد نعیم نے نعت رسول مقبول اور نثار حسین نے ملی نغمہ پیش کیا۔ مقررین قطب الدین، اشرف علی، یوسف علی، محمد نواز، شیر علی، نصرت کریم اور چیئر مین ''الزہرا کیریئر ہاسٹل'' جناب محمد علی نے اپنی تقاریر میں بلتی طلباء کے مسائل پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صدرہ جلسہ جناب خان محمد سکرچن نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج ہمارے طلباء کو بے شمار مسائل کا سامنا ہے جن میں سب سے اہم مسئلہ رہائش، رہنمائی اور وسائل کی کمی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے طلباء اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بہتر طریقے سے اجاگر نہیں کر سکتے جبکہ بلتی برادری کے تحت کوئی تعلیمی مرکز نہ ہونے کی وجہ سے طلباء اور والدین کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نیان طلباء کو خراج تحسین پیش کیا جو ان تمام مسائل کے باوجود بھی اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آخر میں انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ بہت جلد کراچی میں الزہرا ایجوکیشن سٹی کا قیام عملا میں لایا جائے گا جس میں بیک وقت ہاسٹل، کوچنگ، سکول اور کالج کی سہولتیں موجود ہوں گی۔ (خان محمد سکرچن، صدر، الزہرا ویلفیئر فاونڈیشن)

☆☆☆

ہیومن ویلفیئر آرگنائزیشن تلس گلگت یونٹ کی تنظیم نو

مورخہ 21 اکتوبر 2005ء کو ہیومن ویلفیئر آرنائزیشن تلس گلگت یونٹ کا اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں تنظیم ہیومن ویلفیئر آرگنائزیشن تلس گلگت یونٹ کی تنظیم نو کی گئی۔ تنظیم کے نئے منتخب ہونے والے عہدیداران کے نام یہ ہیں۔ علی محمد، صدر، علی حسن خان، نائب صدر، اقبال حیدر حیدری، جنرل سیکرٹری، اشرف حسین، فنانس سیکرٹری، محمد حسین شوکت، رابطہ سیکرٹری، فدا علی انصاری، سیکرٹری نشر و اشاعت، حسن علی غولسن، ڈپٹی سیکرٹری نشرواشاعت۔ (اقبال حیدر حیدری، جنرل سیکرٹری، ہیومن ویلفیئر آرگنائزیشن تلس گلگت یونٹ)

☆☆☆

چھوربٹ میں اعتکاف نشینی

ہر سال کی طرح اس سال بھی خانقاہ چھوار میں تین روزہ اعتکاف کا اہتمام کیا گیا جس کے نگران اعلی قبلہ جناب بوا غلام علی صاحب سلینگی تھے جبکہ نائب نگران صوفی مبارک

علی صاحب تھے اس اعتکاف میں شمع تصوف کے 20 پروانوں نے حصہ لیا جو کہ چھوربٹ کے ہر گاؤں سے تھا۔ اعتکاف کے اختتام پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت سید ابراہیم صاحب، خطیب و امام جمعہ جماعت خانقاہ چھوار نے کی جبکہ مہمان خصوصی نائب خطیب جناب صوفی محمد علی صاحب تھے۔ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے صدر جلسہ نے اعتکاف اور مرشد کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ جلسے میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ جلسے میں صوفی فرمان علی اور صوفی علی نے قصیدہ پیش کیا۔ اختتام پر اخوند عبدالرحمٰن صاحب نے دین حق کی ترقی، اتفاق واتحاد اور خوشحالی کے لئے خصوصی دعا کی۔ (بشیر احمد گلزار، لائبریرین، سکرچن لائبریری، چھوار چھوربٹ)

☆☆☆

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی جانب سے زلزلہ زدگان کے لئے امداد

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اسلام آباد کی جانب سے زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں امدادی فنڈ جمع کئے جسے یوتھ کے صدر مہدی علی براہوی اور مولانا محمد انور نے PIMS ہسپتال میں ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق ادویات لاکر تقسیم کیا گیا۔

☆☆☆

جامع مسجد اسلام آباد میں اعتکاف نشینی

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں ملک کے دیگر علاقوں کی طرح جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں بھی اعتکاف نشینی کی گئی۔ رمضان المبارک میں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں پورا مہینہ باری باری اعتکاف نشینی کی۔ جبکہ رمضان کے آخری عشرے میں معتکفین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور معتکفین کی تعداد ساٹھ تک پہنچ گئی اور تقریباً پورا رمضان کا مہینہ جامع مسجد ذکر الٰہی کی آواز سے گونجتا رہا۔ اعتکاف نشینی صوفی محمد حسین صاحب کی زیر نگرانی میں ہوئی اور رمضان المبارک کی 29 تاریخ کو یہ حضرات اعتکاف سے نکلے اور مسجد میں مشترکہ طور پر مذہب حقہ کی ترقی، مملکت پاکستان کے استحکام اور ملک کی خوشحالی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ آخر میں دعاؤں کے ساتھ ساتھ حمد، نعت کی محفل سجائی گئی اور عقیدت مندوں نے گلہائے عقیدت پیش کر کے عید کا سماں پیدا کر دیا اور ہر کوئی ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کر رہے تھے۔ اسلام آباد انجمن کے جنرل سیکرٹری جی ایچ معروفی اور اخوند حسین بھی محفل میں موجود تھے انہوں نے معتکفین کو انجمن کی طرف سے مبارکباد پیش کی اور مولانا محمد حسین نے معتکفین کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے پر انجمن محمدیہ اسلام آباد کا شکریہ ادا کیا اور یوں یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ (رپورٹ: شیر علی تھلوی)

☆☆☆

محفل ذکر جلی

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں ہر جمعرات کو بعد از نماز عشاء محفل ذکر کے روح پرور اجتماع ہوتے ہیں جس میں سینکڑوں کی تعداد میں اہل تصوف ذکر اللہ میں شامل ہو کر سکون قلب حاصل کرتے ہیں اس روحانی اجتماع میں ہر خاص و عام بڑے جوش اور جذبہ ایمانی سے یک زبان ہو کر

اللہ کا ورد کرتے ہیں لہٰذا وہ حضرات جو ابھی تک اس روح پرور ذکر میں شامل نہیں ہو سکے وہ بھی شامل ہو کر اپنے ایمان کو تازہ فرمائیں۔ یہی خانقاہی نظام کی جھلک بھی ہے۔

☆☆☆

ادارہ نوائے صوفیہ کی جانب سے زلزلہ سے زخمی ہونے والے بچوں میں عید کے تحائف تقسیم کئے گئے

ادارہ نوائے صوفیہ کی جانب سے زلزلہ میں زخمی ہونے والے معصوم بچے جو اسلام آباد کے مختلف ہسپتالوں میں زیرِ علاج ہیں اُن میں عید کے تحائف تقسیم کئے گئے۔ ادارہ کی



جی۔ ایچ۔ معروفی بچوں میں تحائف پیش کر رہے ہیں۔

جانب سے جی۔ ایچ۔ معروفی نے پولی کلینک اور PIMS میں جا کر زخمیوں کی عیادت کی اور انہیں تحائف پیش کئے اور عوام سے اپیل کی کہ وہ ہسپتال میں جا کر مریضوں کی عیادت کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی احساس محرومی دور کرنے کے لئے دلاسا دیں اور حسب توفیق اُن کی مدد کریں۔

☆☆☆

نور محمد نورُو انتقال کر گئے

حسن آباد چھور بٹ کے بزرگ مؤذن نور محمد عرف اپو نورو بروز اتوار مورخہ 28 اگست کو طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم چھور بٹ کے معروف عالم دین اخوند عبدالرحمٰن عرف بوا رحمٰن کے داماد اور میجر امین خان، انجینئر شیر علی خان اور سابق امیدوار ضلع کونسل فدا حسین خان کے پھوپھا تھے۔ مرحوم کی ایصالِ ثواب کے لئے اسلام آباد میں حسن آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن (HAWA) کے زیرِ اہتمام ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس میں مقررین نے مرحوم کی دینی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے (HAWA) اسلام آباد راولپنڈی کے کوآرڈینیٹر خواجہ مصطفیٰ نے کہا کہ مرحوم کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے برسوں تک محسوس کیا جائے گا۔ (رپورٹ: احمد شاہ، سیکرٹری نشرواشاعت، حسن آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن، اسلام آباد سرکل)

☆☆☆

اسلام آباد میں عید الفطر عقیدت و احترام اور دینی جذبہ سے منائی گئی

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے ملحقہ عید گاہ میں عید الفطر کا بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں راولپنڈی اور اسلام آباد کے گرد و نواح سے اہل نوربخشیہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی اس موقع پر ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے عالم اسلام کی استحکام، ملک کی سالمیت، ترقی و خوشحالی اور زلزلے میں جاں بحق ہونے والوں کی مغفرت اور زخمیوں کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعائیں کیں۔ آگاہ رہے



علامہ محمد بشیر صاحب عید کے اجتماع سے خطاب کر رہے ہیں۔

اس سال متاثرین زلزلہ زدگان کے ساتھ اظہار ہمدردی اور قومی المیہ کی وجہ سے عید الفطر سادگی سے منائی گئی۔

☆☆☆

محفل عید

19 ستمبر بمطابق 15 شعبان کو جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کنوداس گلگت میں مقیم اہل تصوف کے زیر اہتمام بسلسلہ یوم ولادت حضرت امام مہدیؑ و حضرت شاہ سید محمد نوربخش ایک محفل عید منعقد ہوئی جس میں اہل تصوف کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

پندرہ شعبان کی نماز کے بعد محفل عید کی ابتدا ہوئی جس میں کثیر تعداد نے حضرت امام مہدیؑ و حضرت شاہ سید محمد نوربخش کی شان میں قصائد پیش کئے اور عید کے اختتام پر جناب عبد الرحمن صاحب خطیب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ دُم سُم نے حضرت امام آخر زمان اور حضرت شاہ سیدؒ کے حالات فضائل و مناقب اور سیرت و کردار پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اہل تصوف پر نماز کی پابندی کرنے، آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہنے اور توبہ کرنے پر زور دیا۔

اسی دن چند مومنین نے اعتکاف نشینی کا بھی اہتمام کیا تھا جس میں تقریباً دس خوش نصیبوں نے دو دن اعتکاف نشینی کی سعادت حاصل کی۔ اعتکاف نشینی کے اختتام پر جناب مولانا عبد الرحیم کرخی صاحب نے اپنے تقریر میں تزکیہ نفس

کرنے صوم وصلوٰۃ کے پابند رہنے اور دین کی خدمت کرنے کی ہدایت کی۔ (رپورٹ: اقبال حیدر تھلوی، گلگت)

☆☆☆

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں NYF اسلام آباد کی طرف سے بک سٹال کا اہتمام

25 نومبر 2005ء، بروز جمعہ کو جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں NYF اسلام آباد کی طرف سے بک سٹال کا اہتمام کیا گیا، جس میں مذہب صوفیہ کے بزرگان دین کے اشاعت کردہ کتابوں کی فروخت کا اہتمام کیا گیا تاکہ دینی علوم کا جذبہ رکھنے والے حضرات بزرگان تصوف کی تصانیف سے مستفید ہوسکیں۔ اس سٹال میں ہمارے پاس موجود مختلف نوربخشی کتب کو رکھا گیا تھا۔ خریداروں نے بڑے جوش وخروش سے خریداری کی اور بہت سے دوسرے نوربخشی کتابوں کی جن کا سٹاک ہمارے پاس نہیں ہے، کو بھی سٹال پر رکھنے کی گزارش کی۔ اس سٹال میں موجود کتب کو قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام کتاب	مصنف، مؤلف، مرتب کنندہ	مترجم	مختصر مضمون
فقہ الاحوط	شاہ سید محمد نوربخش	علامہ محمد بشیر	فقہی مسائل کی کتاب
دعوات صوفیہ	ایضاً	ایضاً	اعمال و عبادات کے بارے میں
کتاب الاعتقادیہ	ایضاً	ایضاً	نوربخشیوں کے عقائد سے متعلق
نجم الہدیٰ	ایضاً	مولانا علی محمد ہادی	قرآن و حدیث کی روشنی میں مسائل تصوف کا بیان
مکارم الاخلاق	ایضاً	ایضاً	انسانی اخلاق کو سنوارنے کے لئے جامع کتاب
کشف الحقائق	ایضاً	غلام حسن سہو	راہ حق کے سالکین کے لئے فرمودات پر مشتمل کتاب
انسان نامہ	ایضاً	ایضاً	انسانی شکل اور ان کی خصوصیات سے متعلق
کتاب ذکریہ	امیر کبیر سید علی ہمدانی	ایضاً	طبقات انسانی، توحید اور اعمال تصوف پر مبنی کتاب
اہل تصوف کا دستور عمل رسالہ دہ قاعدہ	امیر کبیر سید علی ہمدانی، شیخ نجم الدین کبریٰ	ایضاً	دس مقامات تصوف پر مبنی جامع کتاب
منظور ملک عشق	امیر کبیر سید علی ہمدانی	ڈاکٹر غازی محمد نعیم	امیر کبیر کی چالیس غزل
کتاب الفتوۃ	امیر کبیر سید علی ہمدانی	عارف حسین	عارفین تصوف کی نظر میں جوانمردی و زندہ دلی کے متعلق جامع کتاب
رسالہ مناجات	ایضاً	ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر	شاہ ہمدان سے مناجات کا مجموعہ
زبدۃ المناقب	نورالدین جعفر بدخشی	ایضاً	امیر کبیر کے حالات زندگی
سحاب الایمان	محمد ابراہیم زاہد	-	مخصوص نمازوں کا مجموعہ
انس الحجاج	ایضاً	-	حجاج کے لئے نادر تحفہ
تسہیل الدعا	ایضاً	-	وظائف و نمازوں کا مجموعہ
نماز صوفیہ ترجمہ (پاکٹ سائز)	ایضاً	-	نوربخشیوں کے نماز پڑھنے کا طریقہ کار
حل المعتدین	علامہ محمد بشیر	-	نکاح کے بارے میں جامع کتاب
نوربخشی دینیات ([illegible])	سید جمال الدین، علامہ محمد بشیر	-	بچوں کو عقائد کی تعلیمات اور نماز، وظائف کی بجا آوری کے طریقے
نورالمؤمنین	الحاج اخوند محمد تقی	-	صوفیہ نوربخشیہ کا دوسرے مسالک سے موازنہ
آئینہ اشتیاق	مولانا شکور علی انور	-	چودہ روحانی نعروں کی تشریح
اطمینان القلوب	اخوند محمد ابراہیم عسکری کون بلو	-	معمول کے وظائف اور دعاؤں پر مشتمل کتاب
تذکرہ شاہ ہمدان	ڈاکٹر سید آغا حسین ہمدانی	-	شاہ ہمدان کے حالات زندگی سے متعلق
اظہار حق	ابو داؤد ابراہیم	-	تصوف کے مختلف موضوعات پر مشتمل کتاب
احوال و آثار شاہ سید محمد نوربخش	خادم حسین پندوی	-	شاہ سید کے حالات زندگی کے متعلق
نماز صوفیہ نوربخشیہ	عارف حسین	-	دو رکعات نوربخشیہ کے نماز کا طریقہ کار
گلدستہ اعمال	محمد ابراہیم زاہد	-	معمول کے وظائف کا مجموعہ
قاعدہ ابتدائیہ	ایضاً	-	بچوں کو عربی قواعد سکھانے کے لئے
قاعدہ نوربخشیہ	نوربخشیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن کراچی	-	بچوں کی ابتدائی تربیت کے لئے بہترین کتاب

ہمارے سٹاک میں زبدۃ المناقب، کتاب الفتوۃ اور اطمینان القلوب زائد مقدار میں موجود ہیں البتہ دوسری کتابوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ لہٰذا ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر ان کے پاس متعلقہ کتابیں موجود ہوں اور وہ ان

کتابوں کو فروخت کرنے کے خواہش مند بھی ہوں تو وہ NYF، شعبہ نشر و اشاعت، اسلام آباد سے رابطہ کریں۔

☆☆☆

ضلع گنگچھے کے ہیڈکوارٹر چھلو میں

شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد

شاہ ہمدان انٹرنیشنل ایسوسی ایشن اور محکمہ آثار قدیمہ کے تعاون اور حکومت پاکستان کے اشتراک سے شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس مورخہ 27 ستمبر 2005ء کو ضلع ہیڈکوارٹر چھلو میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں شاہ ہمدان ایسوسی ایشن کے صدر جناب ڈاکٹر غضنفر مہدی صاحب نے صدارت کی، جبکہ سینٹ کی دفاعی کمیٹی کے سربراہ جناب نثار اے میمن صاحب بطور مہمان خصوصی شریک تھے۔ اور ایران کے سفیر بھی بطور خاص سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا ضلع گنگچھے کے نامور قاری جناب قاری محمد ابراہیم صاحب نے تلاوت کلام پاک کا شرف حاصل کیا۔ کاچو شاہنواز نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کی۔

خطبہ استقبالیہ پیش کرنے کی سعادت منتظمہ کمیٹی کے چیئرمین اور قانون ساز کونسل شمالی علاقہ جات کے ممبر جناب حاجی محمد اقبال صاحب نے حاصل کی۔ انہوں نے مہمانوں کی آمد پر شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی ملت نوربخشیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے کانفرنس کی وساطت سے ایک سپاسنامہ بھی پیش کیا گیا۔ اس سپاسنامے میں ضلع گنگچھے کے علماء کو نظریاتی کونسل میں نمائندگی دینے، زکوٰۃ کونسل کے چیئرمین بنانے اور حکومت میں دیرپا امن کے قیام کا مطالبہ کیا گیا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے مزید کہا کہ شاہ ہمدان کی مرہون منت ہے کہ اس ضلع میں مثالی امن و آشتی اور اخوت و یگانگت کی فضا قائم ہے۔ اور اس کانفرنس میں تمام مکاتب فکر کی نمائندگی اور شرکت اس امر کا ثبوت ہے۔ حاجی محمد اقبال نے شرف میزبانی سے نوازنے پر جناب ڈاکٹر غضنفر مہدی اور دوسرے مندوبین کا شکریہ ادا کیا۔

شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس میں ایران کے سفیر، کے علاوہ سری لنکا، چین، ایران، مالدیپ اور دوسری کئی اہم شخصیات شامل تھیں۔ جنہوں نے اپنے تعارف کے ساتھ شاہ ہمدان کی شخصیت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

مقامی سکالرز میں مفتی عبداللہ، مولانا غلام حسن حسو، مولانا محسن علی، محمد ابراہیم ثنائی، انجینئر نذیر حسین نے شاہ ہمدان کی شخصیت، تعلیمات اور تصانیف پر بھرپور روشنی ڈالی۔ محمد حسن حسرت صاحب نے ضلع سکردو کی نمائندگی کی۔

اس کے علاوہ مولانا حسین احمد، مزمل احمد اور دیگر اہم علمی، ادبی اور سماجی شخصیات نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔

سکالرز اور مقالہ نگاروں نے اپنی تقاریر میں شاہ ہمدان کی تعلیمات کو اپنانے کی ضرورت پر زور دیا اور تصوف و طریقت کے انمول طریقوں کو اپنا کر ہی دنیا میں اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

ضلع گنگچھے میں شاہ ہمدان انٹرنیشنل کے انعقاد پر شمالی علاقوں میں مذہبی امن پسندی کو فروغ ملا ہے کہ جناب فیصل

(باقی صفحہ نمبر ۲ پر "خبریں")

قارئین کے خطوط

غلام مہدی براہوی، اسلام آباد

☆ پندرہویں سالگرہ منانے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس جدید دور میں نوائے صوفیہ کی اشاعت بہت ضروری ہے۔ نوائے صوفیہ ملت صوفیہ کا ترجمان ہے۔ (محمد بشیر، طالب علم، ہائی سکول، گلاب پور شگر)

☆ چیف ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم! گزشتہ دنوں نوائے صوفیہ پڑھنے کا موقع ملا، اور مجھے اس بات پر بہت افسوس ہوا کہ اس رسالہ کا مطالعہ میں پہلے کیوں نہیں کر پایا۔ مجھے اس کے تمام مضامین بہت پسند آئے علاوہ ازیں میرا مشورہ ہے کہ اتفاق و اتحاد کے موضوع پر زیادہ سے زیادہ مضامین شائع کریں۔ (غلام عباس، تھکس محلہ گربی گرونگ)

☆ نوائے صوفیہ ہی وہ واحد رسالہ ہے جو کہ صوفیہ نوربخشیہ کی ترجمانی کرنے کے علاوہ احیائے تصوف کا علمبردار بھی ہے۔ آج نوائے صوفیہ کو جو پذیرائی حاصل ہے وہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ (کامران حسین، دیپک گلگت)

☆ نوائے صوفیہ کی پندرہویں سالگرہ منانے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نوائے صوفیہ میرا استاد بھی ہے۔ نوائے صوفیہ میرے چچا اکبر جاوید ابدالی کے گھر آتا ہے اور انہی سے لے کر میں اسے بڑے پیار، محبت اور خلوص سے پڑھتا ہوں۔ (ایم ندیم ابدالی، طالب علم، ہائی سکول گلاب پور شگر)

☆ نوائے صوفیہ کے شمارہ نمبر 87 کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ اس کے سارے مضامین ہی بہت اچھے ہیں اور خصوصاً ''اطاعت والدین'' کا مضمون سب سے زیادہ پسند آیا۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسی طرح اسے ہمارے استفادے کے لئے پیش کرتے رہیں گے۔ میں اس کی کامیابی و ترقی کے لئے دعاگو ہوں۔ (محمد صالح براہ بائین اسلام آباد)

☆ نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر 87 پڑھنے کو ملا۔ قلمی جہاد کے ساتھ ساتھ تعارف ہوشے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ بندہ ناچیز کا ارسال کردہ مضمون بلاتاخیر شائع کرنے پر تہہ دل سے مشکور ہوں۔ اور جن جن حضرات نے میرے بیٹے کے انتقال پر تعزیتی خطوط بھیجے تھے۔ نوائے صوفیہ کی وساطت سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ساتھ ہی نوائے صوفیہ کی ترقی کے لئے دن رات دعاگو ہوں۔ حضرت علیؑ کے دست مبارک سے تحریر کردہ قرآنی آیات مبارکہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور تمام دوستوں نے بھی اسے پسند کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سراہا۔

☆ نوائے صوفیہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے جو کہ آج کل کے جدید دور میں مذہب حقہ کو صحیح طور پر سمجھنے اور اتحاد بین المسلمین کے لئے اہم ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔ اس سے نہ صرف ہمارے ملک کے باشندے مستفید ہو رہے ہیں بلکہ انڈیا میں مقیم نوربخشی برادری بھی نوائے صوفیہ سے استفادہ حاصل کر رہا ہے۔ خدا علامہ صاحب کو لمبی زندگی اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین (بشارت علی حسنی ڈوغنی، حیدرآباد)

☆ نوائے صوفیہ کی سالگرہ پر میں تمام کارکنان۔ لکھاری حضرات اور نوربخشی برادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب بابو علی حسن صاحب چھوربٹ کا شکرگزار ہوں جنہوں نے میرے مضمون ''فضیلت اعتکاف'' کی تعریف کی اور میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ ساتھ ہی ایک تجویز پیش کر رہا ہوں کہ نمائندوں کو خریداروں سے چند دن قبل رسالہ ارسال کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ رسالہ فروخت کر سکیں۔ نیز پروف ریڈنگ پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ (م۔ش۔ کوروی)

جواب: کوروی صاحب آپ جیسے دین دوست اور قلمکاروں کی وجہ سے نوائے صوفیہ گزشتہ پندرہ سالوں سے صحافتی اُفق پر نمودار ہے اور ہمیں امید ہے کہ آپ آئندہ بھی ادارہ کو اپنے تعاون سے نوازتے رہیں گے۔ نوائے صوفیہ میں آپ (م۔ش۔ کوروی) کے مضامین انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جو مثبت سوچ کا آئینہ دار ہیں۔ شگر بلتستان سے عظمت رفتہ کے عنوان سے جو مضمون موصول ہوا ہے اس پر نام درج نہیں ہے تاہم ہم نے اندازہ کر لیا ہے کہ اتنا جامع اور تحقیقی مضمون آپ کا ہی ہو سکتا ہے۔

☆ نوائے صوفیہ ایک قابلِ تعریف رسالہ ہے۔ جس میں چھپنے والے تمام مضامین بھی قابلِ ستائش ہیں۔ خاص طور پر ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کا تو جواب ہی نہیں۔ نوائے صوفیہ کی مقبولیت میں دن رات اضافہ ہو رہا ہے اور لوگ کافی مستفید ہو رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ نوائے صوفیہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ اور سب کے لئے مشعل راہ بنا رہے۔ آمین (فریدہ بتول، چھوربٹ، حسن آباد)

☆ بندہ ناچیز پچھلے بارہ سالوں سے نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں اور گاہے بگاہے، مضامین۔ نادر تصاویر اور خطوط ارسال کرتا رہا ہوں۔ لیکن مصروفیات کی بنا پر کچھ عرصے سے خط لکھنے سے قاصر رہا۔ میں نے کچھ تجاویز دی تھیں۔ مگر اس پر اب تک کوئی عمل نہیں ہوا۔ اس ترقی یافتہ دور میں اگر نوائے صوفیہ کی ایک ویب سائیڈ بھی آن لائن کریں تو پوری دُنیا میں لوگ اس سے مستفید ہو سکیں گے۔ ساتھ ہی نوربخشی برادری سے تعلق رکھنے والے تمام حضرات کا ای میل ایڈریس شائع کریں تو ایک دوسرے سے رابطے میں بھی رہ سکیں گے۔

جناب محمد یعقوب براہوری صاحب نے کبرویہ کے نام سے انگریزی میں دو سو صفحات پر مشتمل ایک مقالہ بھیجا ہے جو کہ نہایت ہی دلچسپ اور قابلِ تعریف ہے۔ تمام کارکنوں کو اور علامہ صاحب کو خصوصی سلام عرض ہے۔ (غلام حسن شگری، کنو داس گلگت)

☆ نوائے صوفیہ کی سالگرہ کے موقع پر تمام نوربخشی برادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نوائے صوفیہ میں تصوف کی تعلیم اور اس کے مسلسل مطالعے سے ایک غیر نوربخشی شخص اب اللہ کے فضل سے نوربخشی بن گیا ہے اور اب اُسے دعوات صوفیہ اور فقہ الاحوط کی تعلیم سے روشناس کرایا جا رہا ہے۔ یہ سب ناشرین نوائے صوفیہ کی مرہونِ منت ہے جنہوں نے اب تک تسلسل اشاعت میں کبھی سُستی نہیں کی۔ ایک مضمون ارسال خدمت ہے شائع فرمائیں۔ (ابراہیم شاکر تھلوی، خطیب مری)

☆ ہم نوربخشی نوجوانان کشمیر کے سرسبز پہاڑوں پر اوراد فتحیہ دعائے صمیہ اور اوراد عصریہ کا ورد کر کے ایک بار پھر شاہ ہمدانؒ کی مبارک زندگی کی یاد تازہ کرنے کی کوشش میں لگے

ہوئے ہیں۔ ہمیں نوائے صوفیہ کی وساطت سے رہنمائی کی ضرورت ہے۔ ہمارے لئے نوائے صوفیہ سے بڑھ کر رہنمائی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس رسالہ کی وساطت سے ہماری رہنمائی فرماتے رہیں گے۔ شاہ سید علیہ الرحمہ کی شان میں لکھا ہے عقیدت پیش خدمت ہے شائع کر دیجئے گا۔ (لانس نائیک محمد حسین اخضر کوروی، 14 این ایل آئی رجمنٹ)

☆ نوائے صوفیہ کے مطالعے سے دُنیائے تصوف کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔ ساتھ ہی لکھاری حضرات کی جامع اور پُر لطف مضامین پڑھ کر دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ رسالے کی اشاعت میں تاخیر کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ نوائے صوفیہ کے توسط سے نوربخشی نوجوانوں سے میری گزارش ہے کہ فضول ناول۔ ڈائجسٹ اور افسانے پڑھنے کی بجائے نوائے صوفیہ کا مطالعہ کر کے دُنیا اور آخرت کو سنواریں۔ اس میں ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے۔ (محمد باقر گریجویٹ، پبلک سکول سرمک)

☆ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ لیکن آج پہلی دفعہ خط لکھ رہا ہوں۔ نوائے صوفیہ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آج کل کے جدید دور میں لوگ طرح طرح کے مسائل سے دو چار ہوتے ہیں۔ جس کا حل صرف نوائے صوفیہ کے ذریعے ہی مل سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نوائے صوفیہ کے لکھاری حضرات بالخصوص م۔ ش۔ کوری صاحب کے مضامین بہت ہی اچھے ہیں۔ جو کہ کسی لالچ یا شہرت کے بغیر صرف اور صرف دین کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر لکھتے ہیں۔ اور ہونا بھی یہی چاہئے۔ اگر کسی کام کے پیچھے کوئی غرض پوشیدہ ہو تو اس کام کے کرنے کا نہ تو کوئی مزہ ہے اور نہ ہی فائدہ۔ مجھے امید ہے کہ لکھاری حضرات یونہی خلوص و جذبے کے ساتھ قلمی جہاد و تبلیغ دین کو جاری وساری رکھیں گے اور لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے میں اہم کردار ادا کریں گے۔ خدا لکھاری حضرات کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ (ابوالرستم علی تھلوی، ریکھور تھلے)

☆ نوائے صوفیہ کی پندرہویں سالگرہ کے موقع پر قارئین کے تاثرات، جلسہ کی کارروائی، تصاویر دیکھ کر میرا جذبہ ایمانی میں اضافہ ہوا ہے۔ خدا نوجوانوں کو جذبہ ایمانی کے ساتھ ساتھ قوت حیدری عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ نوائے صوفیہ کے کارکنوں اور نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے جوانوں میں مزید جذبہ ایمانی عطا فرمائے اور اسے قائم و دائم رکھے۔ آمین۔ (اختر حسین شیر شاہ، کراچی)

☆☆☆

بقیہ جات

(بقیہ صفحہ 4 سے "تفکر و تذکر")

ہے اور دوسری طرف گروپ بندی اور بٹوارہ پسندی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ہم اپنے اصحاب کرامات بزرگان دین کے نقوش اقدام پر چلنے کے بجائے غیر صوفیانہ اور بیگانے نظریات کے دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ دُنیا کو اب صوفیانہ اسلامی معاشرے کی ضرورت کا احساس ہونا اور خود ہم صوفیانہ نظریات میں غیر صوفیانہ رسوم کی آمیزش پر نازاں رہنا۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

صوفیہ نوربخشیہ مکتبۂ فکر کے روشن دماغ اہل علم اور بہی خواہان ملت کی سب سے بڑی ذمہ داری موجودہ حالات کے تناظر میں یہ بنتی ہے کہ وہ بٹوارہ پسندوں کو اس کے

بھیانک انجام سے آگاہ کر کے انہیں عقلمندی اور دیانتداری سے کام لینے کی تاکید کریں تاکہ قوم میں غیر صوفیانہ نظریات کی وبا نہ پھیل سکے۔ کیا بیگانے نظریات اپنانے میں کوئی خاص خوبی نظر آتی ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس معنوی ہلاکت خیز رویے کی وجہ سے ہم سے روحِ شاہ ہمدان" بھی شرمندہ ہے اور روح شاہ سید بھی شرمندہ ہے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ 8 سے "عالم ربانی کی تحقیق")

ہے۔ حضرت ابن عباس مفسر وفقیہ زمانہ رسولؐ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی بات علیؑ سے ثابت ہو جاتی ہے۔ اور ہم ان کے بعد کسی اور کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ ایسے ہی حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس مشکل امر سے جس میں جناب ابوالحسن (علی علیہ السلام) نہ ہوں (ارجح المطالب) اور یہی روایت حضرت سعد بن المسیبؓ سے مروی ہے کہ قال عمر ابن الخطاب یعوذ باللہ عن المعضلۃ لیس لھا ابوالحسن۔ مطلب گزر چکا ہے ایسے ہی ایک اور روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علی اقضانا وقد ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بما قال اقضاکم علی! حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہم میں سے زیادہ قضاوت (عدل وانصاف) کا حامل ہے جیسا کہ آنحضورﷺ نے فرمایا تم میں سے زیادہ عادل علی (ابن ابی طالب) ہیں۔ (دیکھیے تاریخ الخلفاء، فضل صحابہ) معلوم ہوا حضرت علی علیہ السلام ہی ایسی ہستی ہے جو عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے والی ہے اور عدالت ان کا پیشہ ہے امامت ان کا ورثہ ہے۔ وصایت ان کی دولت ہے۔ روایت ہے کہ قرآن مجید سات قراتوں پر نازل ہوا ہے۔ اور کوئی صرف اس کا ایسا نہیں ہے اور کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے لئے ظاہر و باطن نہ ہو اور بہ تحقیق علیؑ کے پاس ان کے ظاہر و باطن کا علم موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اہل علم علماء ربانی کا اطلاق عارفین حقیقت اور عالمین شریعت پر کرتے ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 11 سے "جو بات دین میں ہے")

دوسری طرف:

الفاظ و معنی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور ہے مجاہد کی اذاں اور

ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ معاشرے کے ہر فرد پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں آج وقت بھی ہم سے قربانی نہیں اپنی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا تقاضا کر رہا ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عوامی مسائل کا حل ہمیشہ روشن خیال اہل قلم، شعراء، اور دانشور کے پاس ہی رہا ہے ہر مشکل وقت میں اہل قلم نے نت نئے انداز کے ساتھ عوام کو خوبصورت دنیا کے خواب دکھا کر جوش ولولہ اور اُمنگ پیدا کیا ہے یہ وہ مرد مجاہد ہوتا ہے جو شکست کھا کر بھی ہار نہیں مانتے اور سینہ سپر رہتا ہے ان کی ہمت سے ہراساں فوج بھی ایک نئے حوصلے کے ساتھ منظم ہو کر کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے اہل قلم حضرات نے بھی اپنی ذمہ داریوں سے چشم پوشی اختیار کر لی ہے۔ وہ شہرت طلبی کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں آج کل مذہب کے نام پر جتنی بھی تحریریں پڑھنے کو مل رہی ہیں ان میں حالات سنوارنے کی جھلک نہیں دکھائی دیتی ابھی تک لوگ یہ سمجھنے سے عاجز ہیں کہ

آنے والی نسلوں کے لئے ان کا یہ قدم پیچیدہ مسئلہ بن سکتا ہے ان کو چاہئے کہ اس کے جواب میں فی البدیہ قصیدے کے قصیدے لکھنے کی بجائے دوراندیشی اور اعتدال پسندی سے کام لیں اور میری درخواست بھی یہی ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے نئے انداز میں سوچیں اور ہم ایک دوسرے سے کندھا ملا کر چلنے کو ترجیح دیں اور عوام میں محبت واخوت، بھائی چارہ، وہم آہنگی کو فروغ دیں اور اقبال کی اتباع کرتے ہوئے قاری کو ترقی و کامیابی کی طرف گامزن کرسکتا ہے۔

متاع لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم
خون دل میں ڈبو لی ہے انگلیاں میں نے

(جاری ہے۔۔۔۔)

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 15 سے ''محسنین نوربخشیہ'')

حاجی شاہین نبی کا یہ بھی کہنا ہے کہ موجودہ زمانے میں صوفیہ اور امامیہ کا جھگڑا اب ختم ہوجانا چاہیے یہ محض چند لوگوں کی ذاتی اور گروہی مفادات کے لئے برقرار رکھا ہوا ہے اب ضد اور ہٹ دھری کا دور گزر چکا ہے حقائق کی روشنی میں صوفیہ اورر امامیہ کا تنازع برسوں پہلے طے ہو چکا ہے انہوں نے علامہ اقبال کے ان اشعار کے حوالے سے بتایا کہ:

کون ہے تارک آئین رسول مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار
ہو گئی کس کی نگاہ طرز سلف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

ایسی صورت میں نوربخشیوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور غیروں کی مداخلت کے سدباب کے لئے میدان عمل میں آنا چاہیے۔

حاجی شاہین نبی نے علی پور اسلام آباد میں گروہی سیاست کو فروغ دینے کے لئے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد اور کریس میں نوربخشی جائیداد کی دھڑے بندی کی بنیاد پر تقسیم کو مسترد کیا ان کا کہنا ہے کہ یہ کسی مسئلہ کا حل نہیں اس سے اختلاف کی خلیج اور بھی بڑھ جائے گی اور دوبارہ اتحاد و اتفاق کے امکانات ختم ہو جائیں گے انہوں نے ان دونوں واقعات کو غیر نوربخشی مداخلت کا شاخسانہ قرار دیا۔

حاجی صاحب نے مسلک صوفیہ نوربخشیہ میں بیداری اور نشات ثانیہ کے لئے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں مرحومین میں سے سید عون علی، بدیع الزمان، مولوی محمد علی ڈغونی، مولوی علی کورو، مولوی محمد علی تھلے، سید محمد زاہد سینو، امیر خان اور روحانیات زعماء میں سے صوفی غلام محمد سرک، علامہ محمد بشیر، بابو ذاکر احمد، الحاج فقیر ابراہیم، ماسٹر محمد حسن، مفتی محمد عبداللہ، وغیرہ کے ساتھ مل کر گراں قدر دین حق کی خدمت کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں ہم ان کی صحت و سلامتی اور دین و ایمان اور جسم و روح کی دعاؤں

اور نیک تمناؤں کے ساتھ اتفاق واتحاد کے لئے دعا گو ہیں۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 15 سے "علمائے نوربخشیہ کا کردار")

شب بیداری کرنے، زیادہ نمازیں پڑھنے کے خلاف فتوے دیئے جاتے ہیں اور ایک دشمن خدا کی بلتی نظم پڑھی جاتی ہے۔

غرض غیر مسلموں کی شیطانی ثقافتی یلغار، مخالفین کی مخالفت برائے مخالفت میں بعض دینی اقدار کے انکار و مخالفت اور حامیان کتاب و سنت کی مجرمانہ غفلت اور حق گوئی سے اجتناب کے باوجود پندرہ بیس سالوں سے نوائے صوفیہ کی مسلسل اشاعت ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ میں کارکنان نوائے صوفیہ اور ان چند علماء و دانشوروں کو سلام کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین!

☆☆☆

(باقی صفحہ نمبر 20 سے "عظمت رفتہ")

درختاں بید وسفیدے ہیں شمال مشرق میں مکان عبدالرحیم ولد عبدالرحمٰن، شمال میں برادر مہدی ولد عبدالرحمٰن کا مکان ہے جانب جنوب مشرق شکور ولد ابولو کا مکان ہے جو خود مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھتا ہے مگر خانقاہ کا مجاور ہے اور یہ خانقاہ کی تاریخ سے بے خبر ہے۔

خانقاہ کے جنوب میں ثناء اللہ کا مکان ہے۔ اس مکان کو ایک دفعہ آگ لگی اور ایک بوڑھی عورت اندر جل مری تھی۔ اس دکان کو لگے آگ کے شعلے خانقاہ معلیٰ کے جنوب اور مغربی دیواروں سے جا لگی۔ جس کی وجہ سے خانقاہ کی نقش و نگار سے مزین تہ تعمیری لکڑیاں جلی ہیں۔ لکڑی جل کر کمزور ہونے کی وجہ سے پتھر سہارا نہ سکنے کی بناء پر کچھ حصہ گر گیا ہے، جہاں نیم جلی لکڑیاں لٹک رہی ہیں۔

دیکھ بھال

خانقاہ کی دیواریں ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں۔ پلستر اتر گیا تھا۔ حالت ابتر اور خستہ تھی۔ ایسے میں ایک شخص قمر علی کورو سے ترک سکونت کر کے یہاں آ کر آباد ہوا۔ جس نے دیگر بعض کاریگروں سے مل کر خانقاہ کے اندرونی دیواریں ٹھیک کر کے پلستر کیا اور چونا لگا کر جزوی مرمت کی ہے۔ خانقاہ کے دروازے سے چنار کا کچھ حصہ کاٹ کر مسجد میں داخل ہونے کا راستہ مسدود ہونے سے بچایا ہے۔ اس خانقاہ میں الحمدللہ اب بھی جمعہ کی نماز اہل نوربخشیہ پڑھتے ہیں۔ جہاں پر ہر سال یوم غدیر کے حوالے سے زیر انتظام انجمن نوربخشیہ بشمول اہل تشیع عید ہوا کرتا ہے۔ اس دن لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اور راہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر اس خستہ حالت خانقاہ پر نظر ترحم کرنے سے قاصر ہیں۔

لفظ آخر

یہ خانقاہ اپنی زبان بے زبانی سے فریاد و فغان ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کوئی آئے اور اس کی خستہ حالت پر رحم کرتے ہوئے اس کو از سر نو تعمیر کرے یا کم از کم اسے معدوم ہونے سے بچایا جائے۔ اس کے چلہ خانوں کی مٹی مویشیوں اور چوہوں کی آماجگاہ بننے کی حالت سے نکالے اور ایک بار پھر حمد و ثنا اور عبادت و ریاضت خداوندی سے اسے آباد کرے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 25 سے "بلتستان میں اشاعت اسلام")

15- آپ کا تعلق غربوچنگ سے تھا جید عالم دین تھے کچھ عرصہ خانقاہ نوربخشیہ باقرپی کون اور کچھ عرصہ جامع مسجد نوربخشیہ اسلام آباد کے میر واعظ رہے آپ نے 1998ء میں وفات پائی۔

16- دیکھئے بلتستان پر ایک نظر 46 قراقرم ہندوکش ص 205۔

17- یہاں بلتستان کے اردگرد کے علاقوں سے گردونواح میں موجود علاقے مراد ہیں بلتستان کے مغرب میں گلگت، چلاس اور استور، جنوب میں کرگل، دراس مشرق میں لداخ نوبرا اور شمال میں چینی صوبہ سنکیانگ کے کاشغر و یارقند اور پاکستان کے ہنزہ و نگر واقع ہیں۔

18- تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ گلگت ص جلوۂ شمال۔

19- جاوید نامہ

20- احوال و آثار میر سید علی ہمدانی ص امیر کبیر میر سید علی ہمدانی ص یہ شعر خانقاہ شاہ ہمدان قرینگر اور خانسار نوربخشیہ چلو کے دروازے پر کندہ ہے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 48 سے "سیاحت")

بارہویں بار زیارت کعبۃ اللہ کو گیا پھر میں مسجد اقصیٰ پہنچا تو میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ اس درویش کی طرف تشریف لا رہے ہیں میں اٹھا اور کشاں کشاں آگے بڑھا اور "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کہا آپ نے آستین مبارک سے ایک جزو نکال کر فرمایا خذ ھذہ الفتحیۃ یعنی یہ فتحیہ لے لو میں نے اسے لے لیا جب کھول کر دیکھا تو وہی اوراد تھی۔

باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں تعلیمات شاہ ہمدان کو مشعل راہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!
بجاہ سید المرسلین وما علینا الا البلاغ المبین۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 31 سے "آپ کے مسائل، اوران کا حل")

جواب نمبر 4: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے بعد عام نوافل کی بجاآوری مکروہ ہے۔ فوت شدہ نمازوں کی قضا بجا لانا مکروہ نہیں ہے۔ عصر کی فرض نماز کے بعد خود عصر کی سنتوں کی بجاآوری جائز ہی نہیں ہے۔ فرضِ صبح کے بعد سنتِ صبح کی بجاآوری مکروہ ہے۔

جواب نمبر 5: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
ایسا کرنا شرعاً بالکل جائز ہے۔

جواب نمبر 6: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
نیک اور پرہیزگار ہو تو منگنی والی عورت کے سر کے بالوں کو بھی دیکھنا شرعاً روا ہے۔ غیر ذمہ دار آدمی ہو تو صرف چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنا شرعاً روا ٹھہرتا ہے۔ غیر ذمہ دار سے مراد

1990ء کو شاہ سید کانفرنس بر مقام سکردو میونسپل ہال میں پیش کیا

اسد زیدی

نوربخشؒ

اہل دل کا پیشوا ہے نوربخشؒ
راہبر ہے رہنما ہے نوربخشؒ

محفل عرفان کا جلتا چراغ
مشعل راہ وفا ہے نوربخشؒ

درد و غم، رنج و الم کے دور میں
اک نوید جاں فزا ہے نوربخشؒ

آرزومندوں کے دل کی آرزو
دردمندوں کی دعا ہے نوربخشؒ

حق پرستوں کے لئے روشن دلیل
حق نگر ہے، حق نما ہے نوربخشؒ

عارفوں کے، صوفیوں کے دل سے پوچھ
کیا حسیں، کیا دلربا ہے نوربخشؒ

ایک بحر بیکراں ہے اس کی ذات
اک متاع بے بہا ہے نوربخشؒ

دیدہ و دل اس کی خاطر فرش راہ
محو حیرت ہوں کہ کیا ہے نوربخشؒ

عشق کی راہوں میں لاکھوں دکھ ہے
پیکر صبر و رضا ہے نوربخشؒ

ایک عالم اس کے دم سے فیضیاب
معدن جود و سخا ہے نوربخشؒ

مرہم زخم جگر اس کو کہیں
درد الفت کی دوا ہے نوربخشؒ

آج پھر جلوؤں کا ہوتا ہے ظہور
آج پھر جلوہ نما ہے نوربخشؒ

ماہ و انجم کیوں نہ ہو اس پہ فدا
صاحب نجم الہدیٰ ہے نوربخشؒ

حسن دلآویز عالم کی اسد
خوبصورت اک ادا ہے نوربخشؒ

☆☆☆